تنظیم اسلامی کا ترجمان

01

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

20 تا 26 جمادی الاولیٰ 1442ھ / 5 تا 11 جنوری 2021ء

خلافت: آزادی اور پابندی کا حسین امتزاج

حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں کہ ''مومن کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہو'' (مسند احمدؒ عن ابی سعید الخدریؓ) اس مثال کو ذرا وسعت دے کر فرض کریں کہ ایک وسیع و عریض میدان ہے جس میں گھوڑے کے بھاگنے دوڑنے کی کافی گنجائش ہے لیکن آپ نہیں چاہتے کہ وہ بالکل آزاد ہو کر فرار ہی ہو جائے، لہٰذا آپ اسے ایک سو گز لمبی رسی کے ذریعے کھونٹے سے باندھ دیتے ہیں۔ اس طرح سو گز نصف قطر کا ایک دائرہ ایسا وجود میں آجائے گا جس میں گھوڑا آزاد ہوگا۔ البتہ اس سو ایک واں گز ہر سمت میں ممنوع یا ناممکن ہوگا۔ ایک اسلامی ریاست یا نظامِ خلافت میں آزادی اور پابندی کا جو حسین امتزاج ہوتا ہے وہ اس مثال سے اس طرح واضح ہو جاتا ہے کہ دائرے کا محیط کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی نمائندگی کرتا ہے جس سے تجاوز کی اجازت نہ افراد کو ہے نہ بحیثیت مجموعی معاشرے یا ریاست کو، البتہ اس دائرے کے اندر اندر افراد بھی آزاد ہیں اور ریاست اور معاشرہ بھی۔ چنانچہ اس حصے میں عہد حاضر کے اعلیٰ ترین معیارات کے مطابق جمہوری اقدار کی ترویج و تنفیذ اور ''ان کا معاملہ باہمی مشاورت سے طے ہوتا ہے'' کے قرآنی اصول (الشوریٰ: 38) کے تقاضوں کو عہد حاضر کے بہترین ترقی یافتہ اداروں کے ذریعے پورا کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

کب تک...... آخر کب تک؟

حوا کی بیٹی ہے آج پھر زندہ درگور!

...... بھارتی ہائبرڈ دہشت گردی

...... بہانے نہ تراش

ام المومنین ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا

اسرائیلی ریاست: مغرب کا......

شیطانی چالوں سے ہوشیار رہو

الھدیٰ (919)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ النُّور | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت :21

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ وَمَنۡ يَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ
فَاِنَّهٗ يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى
مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱﴾

آیت :۲۱ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ﴾

”اے اہل ایمان! شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو۔“

﴿وَمَنۡ يَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ﴾ ”اور جو کوئی شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کرے گا تو شیطان تو اُسے بے حیائی اور بُرائی ہی کا حکم دے گا۔“

﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ﴾ ”اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہوسکتا“

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اوراس کی رحمت ہے کہ وہ تم لوگوں کی برائیوں کی ستر پوشی کرتا رہتا ہے اوراس طرح تمہارے راہِ راست پرآنے کے امکانات موجود رہتے ہیں۔ کیونکہ اگر انسان کی برائی کا پردہ ایک دفعہ چاک ہوجائے تو وہ ڈھیٹ بن جاتا ہے اور اس میں اصلاح کی گنجائش نہیں رہتی۔ چنانچہ یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ گناہ اور معصیت کا ارتکاب کرنے والوں کی فوری پکڑ نہیں کرتا اوراس طرح ان کے لیے اصلاح اور توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔

﴿وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱﴾﴾ ”لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ سننے والا‘ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔“

فرمان نبویؐ

جب تک محنت سے کما سکتے ہو، سوال نہ کرو!

عَنِ الزُّبَيۡرِ بۡنِ الۡعَوَّامِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: ((لَاَنۡ يَّاۡخُذَ اَحَدُكُمۡ حَبۡلَهٗ فَيَأۡتِيَ بِحُزۡمَةِ الۡحَطَبِ عَلٰى ظَهۡرِهٖ فَيَبِيۡعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجۡهَهٗ خَيۡرٌ لَّهٗ مِنۡ اَنۡ يَّسۡاَلَ النَّاسَ اَعۡطَوۡهُ اَوۡ مَنَعُوۡهُ)) (رواہ البخاری)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کسی ضرورت مند آدمی کا یہ رویہ کہ وہ رسی لے کر جنگل جائے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا اپنی کمر میں لاد کے لائے اور بیچے‘ اوراس طرح اللہ کی توفیق سے وہ سوال کی ذلت سے اپنے کو بچالے اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سوال کا ہاتھ پھیلائے‘ پھر خواہ وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔“

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

20 تا 26 جمادی الاولیٰ 1442ھ جلد 30
5 تا 11 جنوری 2021ء شمارہ 01

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کب تک ......آخر کب تک؟

آزادی سے پہلے جب ہم مکمل طور پر انگریزوں کے غلام تھے۔ اُس وقت سیاسی اور معاشی لحاظ سے مسلمان ایسے شکنجے میں تھے کہ دم نہیں مار سکتے تھے۔ البتہ معاشرتی سطح پر محض ترغیب و تشویق تھی۔ مغربی تہذیب اور بودوباش اختیار کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی لیکن اس حوالے سے کوئی حکومتی یا قانونی جبر نہیں تھا۔ چنانچہ اُس دور میں معاشرتی سطح پر ایک قلیل طبقے کو چھوڑ کر اس خطے کے مسلمانوں کی عظیم اکثریت مغربی تہذیب اور طرزِ معاشرت کے قریب نہیں پھٹکتی تھی۔ جب کہ آج آزادی کے تہتر (73) سال بعد مسلمانانِ پاکستان کی عظیم اکثریت معاشرتی لحاظ سے مکمل طور پر مغربی تہذیب کی لپیٹ میں ہے۔ معاشرتی لحاظ سے خواص ہی نہیں عوام کی سطح پر بھی اس قدر مرعوبیت ہے کہ اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، صرف دیکھا، سمجھا اور محسوس کیا جاسکتا ہے۔ خود کو تہذیب یافتہ اور تعلیم یافتہ ثابت کرنے کے لیے مغرب کی نقالی لازم سمجھی جاتی ہے۔ خواتین نے بے ہودہ اور نیم عریاں لباس کو فیشن کا نام دے دیا اور مرد نکٹائی پہن کر صاحب کہلوانے پر پھولے نہیں سماتے۔ ملک کی موجودہ صورتِ حال میں ہم معاشرتی حوالے سے اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہیں گے، البتہ سیاسی حوالہ سے چند معروضات پیش کریں گے۔

مغرب کا سیکولر جمہوری طرزِ حکومت آج سکہ رائج الوقت ہے، لیکن دنیا کے مختلف ممالک نے اپنے حالات، ماحول، جغرافیائی ہیئت اور اپنی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طرزِ حکومت کو اپنی ضروریات کے تحت ڈھال کر اپنایا ہے۔ برطانیہ میں پارلیمانی نظام ہے۔ یورپ میں کہیں متناسب نمائندگی ہے، کہیں صدر اور وزیر اعظم دونوں موجود ہیں اور اختیارات کی ایک خاص تقسیم ہے اور کہیں امریکہ کی طرح خالص صدارتی نظام ہے۔ چین اور روس بھی جمہوریت کے ﷺار ہیں، اگرچہ وہاں پر شہری حکومت سازی کے لیے ووٹ نہیں دے سکتے، صرف پارٹی کے ارکان ووٹ ڈالتے ہیں۔ لہٰذا روس کے صدر ولادی میر پیوٹن 2036ء تک صدر رہیں گے اور چین کے صدر شی جِن پنگ تاحیات صدر رہیں۔

ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہم نے آزادی کے بعد نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنے سابقہ حکمرانوں کی طرح پارلیمانی جمہوری طرز حکومت کا ڈول ڈال دیا۔ اگرچہ یہی غلطی بھارت نے بھی کی لیکن بعض وجوہات کی بناء پر اُنہیں یہ غلطی ابتدا میں اتنی مہنگی نہ پڑی۔ اولاً اس لیے کہ اُنہوں نے آزادی کے فوراً بعد جمہوریت دشمن جاگیرداری نظام کی جڑ کاٹ دی۔ ثانیاً یہ کہ جس طرزِ حکومت کو اُنہوں نے

اپنایا یعنی جمہوریت وہ کسی حد تک اس کے ساتھ مخلص رہے۔ پھر یہ کہ بھارت کے سیاست دان بھاگ بھاگ کر جی ایچ کیو نہیں جاتے کہ مخالف سیاست دانوں کی شکایتیں لگائیں اور نہ ہی اُن کی فوج ''پیارے ہم وطنو'' کہنے کے لیے تیار بیٹھی ہوتی ہے۔ ثالثاً یہ کہ ہندو کے پاس اپنا کوئی نظام نہیں تھا، اسے کہیں نہ کہیں سے تو نظام مستعار لینا ہی تھا، لہٰذا سکہ رائج الوقت کو اپنے ہاں نافذ کرلیا جس سے اُنہیں دنیا کی مدد بھی دستیاب ہوگئی۔ تاہم بھارت بھی اب ایک بھنور میں پھنسا جا رہا ہے جو خطرہ جاگیردار سے لاحق تھا، کارپوریٹ کلچر نے اُس سے زیادہ خطرناک رول ادا کیا۔ وہ اپنی ہی قوم کو معاشی شکنجے میں کس رہے ہیں۔

بہرحال ہمارا معاملہ یہ ہوا کہ ہم نے اُس کی بھی نہ سنی جنہیں ہم مصورِ پاکستان کہتے ہیں۔ جو اس دارِ فانی سے کوچ کرنے سے پہلے کہہ گئے۔ ع ''خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ''۔ مزے کی بات یہ ہے کہ جمہوریت پر ایمان کے جتنے نعرے ہمارے سیاست دانوں نے مارے، یورپ اور امریکہ میں کسی نے نہیں مارے ہوں گے۔ ''جمہوریت ہماری سیاست ہے''، ''جمہوریت بہترین انتقام ہے''، ''بدترین جمہوریت بہترین آمریت سے بہتر ہے''۔ ہمارے ہاں کسی چور ڈاکو بلکہ زانی اور قاتل کو اتنا قابلِ مذمت نہیں سمجھا جاتا جتنا جمہوریت کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سمجھا جاتا ہے۔ اور عملاً جو سلوک ہم نے جمہوریت کے ساتھ کیا، اس پر مرحوم آغا شورش کاشمیری نے آج سے تقریباً نصف صدی سال قبل اُس وقت کی سیاست پر یوں تبصرہ کیا تھا۔

مرے وطن کی سیاست کا حال مت پوچھو!
گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں!

ہماری سیاسی تاریخ یہ ہے کہ کبھی وزیراعظم اور صدر تلواریں نکال کر میدان میں کود پڑتے ہیں، کہیں صوبے میں گورنر اور وزیر اعلیٰ اکھاڑے میں اُترے ہوتے ہیں، کبھی جج کبھی جرنیل اور کہیں جرنلسٹ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوجاتے ہیں۔ جرنلسٹ کا ذکر آیا تو ہم قارئین کے گوش گزار کرنا ضروری سمجھیں گے کہ آج ہمارا میڈیا تو خود کو کنگ میکر سمجھتا ہے۔ کبھی عدالت عظمیٰ کے جج چینی کا بھاؤ طے کرتے ہیں، کبھی جرنیل بلدیاتی نظام وضع کرتے ہیں۔ ایک افراتفری ہے، ایک بھگدڑ سی مچی ہوئی ہے، کوئی اپنے کام کی طرف متوجہ نہیں، صرف دوسروں کی غلطیاں نکال رہا ہے۔ اقتدار اور وسائل کی بندر بانٹ کا انداز ایک عرصہ سے ایسا ہے جیسے اندھا ریوڑیاں بانٹ رہا ہو۔ کسی انتہائی اہم اور حساس ذمہ داری کے لیے انتخاب کرنا ہو تو سب سے بڑا میرٹ حکمران کا سیاسی مفاد ہوتا ہے۔ حکومت اور اپوزیشن سیاسی حریف نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کے جانی دشمن بن چکے ہیں ہر طرز حکومت اور نظامِ زندگی ناکام ہو رہا ہے۔

آہ یہ اس قوم کا حال ہے۔ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ وہ قوم بھکاری بنی ہوئی ہے اور طرزِ حکومت اور نظامِ زندگی کی بھیک مانگتی پھرتی ہے جسے قرآن اور سنت رسولؐ کی صورت میں مکمل نظام حیات عطا کیا گیا۔ بلاتشبیہہ عرض کئے دیتے ہیں اُس شخص کو کیا کہیے گا جو اپنے ہیرے، جواہرات کی کان کو تالا لگادے، جو اپنے گھر کے نیچے بہتی دودھ اور شہد کی نہروں سے منہ پھیر لے اور کشکول پکڑے، گداگری کے لیے دوسروں کے در پر رُسوا ہوتا رہے۔ کیا کہیں گے اُس شخص کو جو بغل میں کتاب رکھے اور ابوجہل کہلانے کا حق دار ہو۔ کیا کہیں گے اس شخص کو جو روشنی کے مینار کی طرف پشت کرلے اور تاریکیوں میں ٹھوکریں کھا رہا ہو۔

دریا کے کنارے اگر کوئی پیاسا رہے تو کوئی اسے کیسے سیراب کرے گا؟

کب تک ہم حالات کا رونا روئیں گے، کب تک ہم نوحے پڑھتے رہیں گے، کب تک محض لعن طعن پر گزارا کریں گے، کب تک محض خاموش تماشائی بنے رہیں گے۔ کب تک ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہیں گے۔ کب تک آسائشیں ہمارا دامن تھام کر ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے سے روکتی رہیں گی۔ کب تک ہم اس دقیانوسی نظام تلے پستے رہیں گے۔ کب تک ہم دینِ متین کے قیام کے لیے میدان میں اترنے سے کتراتے رہیں گے۔ کب تک ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہمیں پکارتی رہے گی۔ اور کب تک ہماری غیرت وحمیت پر چرکے لگتے رہیں گے۔ کب تک ''ایڈ اور لون'' کے نشے میں ہم مدہوش رہیں گے۔ کب تک قدرت صرفِ نظر کرتی رہے گی، کب تک بکرے کی ماں خیر منائے گی۔ کب تک، آخر کب تک......؟؟؟

❁❁❁

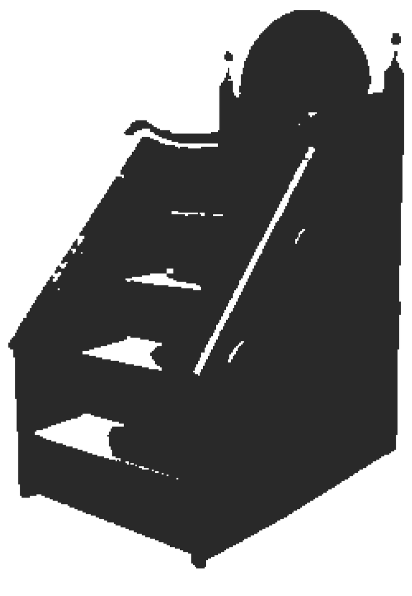

حوا کی بیٹی ہے آج پھر زندہ درگور!

(سورہ الطور کی آیت 39 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے 18 دسمبر 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الطور کی آیت 39 کا مطالعہ کریں گے۔ پس منظر یہ ہے کہ آپ ﷺ مشرکین کے سامنے حق کے دلائل پیش کر رہے تھے لیکن مشرکین حق کا انکار کرنے کے لیے مختلف حیلے بہانے اور جھوٹی تاویلیں گھڑ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو جھنجھوڑنے کے لیے کچھ سوالات پوچھے کہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد ان کے پاس اس کے انکار کی کیا دلیل ہے؟ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس کے ذریعے اللہ تک پہنچ چکے ہیں اور وہاں سے کچھ سن کر آئے ہیں؟ اب آگے ان کے باطل عقائد پر سوالات کے ذریعے ہی ضرب لگائی جا رہی ہے۔ فرمایا:

﴿اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝۳۹﴾ ''کیا اُس کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے؟''

مشرکین کا ایک باطل عقیدہ یہ بھی تھا کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیے ہوئے تھے۔ جس طرح مسیحیت کے ماننے والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا، یہود نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ اسی طرح مشرکین نے بھی فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے دیا۔ معاذ اللہ! ایسے خود ساختہ عقائد گھڑ لینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو عمل سے فارغ کر لیا جائے۔ جیسے مسیحیت کے ماننے والوں نے یہ تصور گھڑ لیا کہ تم عیسیٰ (علیہ السلام) کو خدا کا بیٹا مان لو تو تمہارے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ استغفراللہ۔ دراصل یہ عمل سے فرار کا ایک راستہ ہے جو تلاش کر لیا جاتا ہے۔ یہ عقیدہ اہل کتاب نے بھی گھڑا اور مشرکین جو اللہ کے ساتھ جھوٹے معبودوں کو شریک کرتے تھے انہوں نے بھی اختیار کیا۔ جیسے یہود و نصاریٰ کے بارے میں فرمایا:

''یہودی اور نصرانی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اُس کے بڑے چہیتے ہیں۔ (تو ان سے) کہیے کہ پھر وہ تمہیں عذاب کیوں دیتا رہا ہے تمہارے گناہوں کی پاداش میں؟' (نہیں) بلکہ تم بھی انسان ہو جیسے دوسرے انسان اس نے پیدا کیے ہیں۔'' (المائدہ:18)

اسی طرح یہود یہ بھی کہتے تھے کہ:

﴿وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں ہمیں تو آگ ہرگز چھو نہیں سکتی، مگر گنتی کے چند دن۔'' (البقرہ:80)

یعنی چند دن ہم نے بچھڑے کی پوجا پاٹ کی تھی اتنے دن ہمیں سزا ملے گی اس کے بعد جنت ہمارے لیے پکی ہے۔ اب ہم جو چاہیں سو کریں۔ آج یہودی اس زمین پر سب سے بڑے دہشت گرد ہیں۔ یہ انسانیت کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ایک جملہ قرآن نے نقل کیا کہ:

﴿قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ﴾ ''وہ کہتے ہیں کہ ان اُمیین کے معاملے میں ہم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔'' (آل عمران:75)

یہ مشرکین کو کہتے تھے کہ یہ اُمی ہیں، یعنی ان پڑھ ہیں، جاہل ہیں، ان کے ساتھ ہم جو بھی سلوک کریں اللہ ہم سے اس بارے میں نہیں پوچھے گا۔ یہود کہتے ہیں کہ ان کے علاوہ باقی سارے انسان گوئم ہیں، جنٹائلز ہیں، یہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ ایسے عقیدے گھڑ کے اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ اور افضل سمجھنا اور عمل سے فرار اختیار کر لینا دراصل بڑی گمراہی ہے۔ اس تناظر میں ذرا ہمیں بھی اپنے معاشرے کا جائزہ لینا چاہیے۔ ہمیں بھی کچھ ایسے تصورات دے دیے گئے ہیں۔ خاص طور پر ہمارے شعراء اور قوالوں کے ہاں یہی کچھ بیان ہوتا ہے۔ کئی مرحلوں میں مختلف پیرایوں میں عمل سے فرار اختیار کرنے یا عمل سے دور کرنے کے لیے کوئی بہانہ گھڑ کر آدمی کو مطمئن کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ جیسے مشہور ہے:

خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہے مولا تیرے محبوبؐ کی اُمت میں ہیں

یہ ٹھیک ہے کہ نبی مکرم ﷺ کی شفاعت کی اُمید رکھنی چاہیے لیکن اس کا مستحق بننے کی کوشش بھی تو کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سنتي فَلَيْسَ مِنِّي)) ''جو میری سنت کو ناپسند کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

کیا آج ہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر عمل کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے پر، دینے والے پر، سود کا معاملہ لکھنے والے پر اور اس کا گواہ بننے والے پر اور فرمایا کہ یہ سارے کے سارے اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ جبکہ آج ہمارا پورا معاشی نظام ہی سود کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ لین دین سودی

بنیاد پر ہو رہا ہے۔ انفاق دینا بہت اچھی بات ہے۔ ہمارے ہاں فضائل تو بڑے بیان ہو جاتے ہیں کہ جناب اللہ کی راہ میں اتنا دو گے تو اتنا ملے گا۔ بالکل صحیح بات ہے۔ اللہ کی راہ میں جو دیا جائے گا اس کا کئی گنا ملے گا لیکن اس سے پہلے یہ بھی تو ذہن میں ہونا چاہیے کہ اللہ کی راہ میں حلال کی کمائی سے دیا جائے۔ کیونکہ حرام کا مال اللہ قبول نہیں فرماتا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے، وہ پاک چیزوں کو قبول فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ چغلی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ یہ حدیثیں بچوں کو بھی معلوم ہیں۔ لیکن کتنے لوگ ہیں جو اس پر عمل بھی کرتے ہیں؟ کیا ہمیں میٹھا میٹھا دین چاہیے؟ ابو جہل کو بھی محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے کوئی مسئلہ نہیں تھا، آپ ﷺ کی دیانت، صداقت، سیرت سے مشرکین کو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اُنہوں نے آغاز وحی سے پہلے آپ ﷺ کو صادق و امین بھی کہا، آپ ﷺ سے فیصلے بھی کروائے۔ تب کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن مسئلہ اس وقت کھڑا ہوا جب حضور ﷺ رسول اللہ قرار پائے۔ جب کہا گیا کہ:

((قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا)) ''کہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم فلاح پا جاؤ گے۔''

اس اقرار کا واضح مطلب یہ تھا کہ مشرکین کو اپنے جھوٹے معبود چھوڑنا پڑیں گے۔ ان مشرکین کو معلوم تھا کہ یہ بت کچھ نہیں کر سکتے لیکن انہوں نے ان کے ذریعے اپنی معاش کو پروان چڑھایا ہوا تھا چنانچہ جب ان کے اس باطل نظام اور مفاد پر ضرب پڑی تو پھر دشمنی شروع ہوگئی۔ گویا مشرکین کو آپ ﷺ بحیثیت محمد بن عبداللہ قبول تھے لیکن بحیثیت محمد رسول اللہ ﷺ قبول نہیں تھے۔ اسی تناظر میں چاہیے کہ ہم بھی اپنا جائزہ لیں۔ کیا ہم آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہیں؟

اسی طرح آج ہمارے ہاں یہ بھی تصور ہے کہ سال میں ایک رات (رمضان کی ستائیسویں شب) بیٹھ کر عبادت کر لو اور سارے سال کے گناہ معاف کروا لو اور اس کے بعد جو چاہو سو کرو۔ کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے یہ گارنٹی دے دی گئی کہ تم نے شب قدر میں محنت کر لی اور اس کے بعد فارغ؟ چاہے جو مرضی ہے کرو؟

بات یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ:

﴿اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿٣٩﴾﴾ ''کیا اُس کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے؟''

مشرکین اپنے لیے تو بیٹے پسند کرتے تھے اور اگر ان کے گھر بیٹی پیدا ہو جائے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جاتے تھے:

''اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ (اندر ہی اندر) رنج و غم سے گھٹتا رہتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بُری خبر کی وجہ سے جو اُسے دی گئی۔ کیا وہ اسے ذِلّت کے باوجود روکے رکھے یا مٹی میں دفن کر دے؟'' (النحل)

اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے کہ آج ہمارے معاشرے میں بیٹی کو بوجھ نہیں سمجھا جا رہا؟، بیٹیوں کی پیدائش پر لوگ منہ نہیں بناتے؟ آج لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی ترقی کر لی ہے لیکن بیٹیوں کو زمانہ جاہلیت کی طرح کی بوجھ سمجھا جا رہا ہے۔ مشرکین بیٹیوں کو زمین میں گاڑ دیتے تھے لیکن ہم بیٹیوں کو بوجھ سمجھ کر جیتے جی مار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وراثت میں بھی بیٹیوں کو کوئی حق نہیں دیا جاتا۔ باپ کا انتقال ہوتا ہے، بھائیوں کو ان کا حصہ مل جاتا ہے لیکن بہنوں کا حصہ نہیں دیا جاتا۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی کر رہے ہیں۔ آج تو بیٹے بیوہ ماں کا حصہ کھا جاتے ہیں۔ بیٹیوں کو بس جہیز دے کر فارغ کر دیا جاتا ہے حالانکہ جہیز کا کوئی تصور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم میں نہیں ہے بلکہ یہ ہندوؤں کا تصور ہے کہ شادی کے موقع پر بیٹی کو دان دھیج دے کر فارغ کر دو۔ یہ دان دھیج ہمارے ہاں جہیز بن گیا۔ ہم نے وہی

پریس ریلیز یکم جنوری 2021ء

کرک میں مندر کو نذرِ آتش کرنا انتہائی قابلِ مذمت ہے

شجاع الدین شیخ

کرک میں مندر کو نذرِ آتش کرنا انتہائی قابلِ مذمت ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی حفاظت حکومت کا فرض ہے۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ وہ مندر کو جلانے والوں اور اُنھیں اِس غیر قانونی فعل پر اُکسانے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرے۔ اُنھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اِس سارے معاملے کی شفاف انکوائری کرائی جائے اور اِس بات کو بھی سامنے لایا جائے کہ علاقے کے مسلمانوں میں آخر اشتعال کیوں پھیلا۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانانِ پاکستان بھارت میں مسلمانوں سے ہونے والے امتیازی بلکہ وحشیانہ سلوک سے انتہائی دل گرفتہ ہیں۔ علاوہ ازیں سرکاری سرپرستی میں ہندو جتھوں کے ہاتھوں مساجد کے شہید کرنے پر سخت رنجیدہ ہیں لیکن اِس کے باوجود ہم مسلمانانِ پاکستان پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمیں ردّ عمل میں انفرادی سطح پر ہرگز ایسے اقدام نہیں کرنے چاہئیں جن کی ہمارا دین اجازت نہیں دیتا۔ اُنھوں نے کہا کہ مسلمانوں کا طرزِ عمل یہ ہونا چاہیے کہ اگر غیر مسلم انتہائی اشتعال انگیز اقدام کریں تب بھی ردّ عمل ریاستی سطح پر اور شریعت کے دائرے ہی میں ہونا چاہیے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ہندووانہ رسم اختیار کر رکھی ہے۔ جہیز کے نام پہ قرضے لے کر فارغ کر دیتے ہیں اور جب باپ کا انتقال ہوتا ہے تو بیٹے ساری وراثت ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ بیٹیوں کو ان کا حصہ نہیں دیا جاتا۔ حالانکہ اللہ نے اس کو حدود قرار دیا ہے۔ سورۃ النسا کی آیت 11 اور 12 میں اللہ تعالیٰ نے وراثت کے احکامات اتارے ہیں اور ان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ﴾ ’’(یہ تمام احکام) اللہ کی حدیں ہیں۔‘‘ (سورۃ النساء:13)

علم وراثت کو علم الفرائض کہا جاتا ہے یعنی یہ وہ احکام ہیں جو ہمارے اوپر فرض ہیں لیکن ہمارے ہاں اس حوالے سے خوب ڈنڈیاں ماری جا رہی ہیں۔ وہ جو حرکتیں مشرکین مکہ کرتے تھے آج وہی حرکتیں ہم کر رہے ہیں۔ حالانکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک احادیث میں بیٹیوں کے حوالے سے خصوصی ترغیب دلائی گئ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اگر اولاد میں ترجیح دینے کی اجازت ہوتی تو میں بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دیتا۔ لیکن آج ہم کتنے اُلٹے چل رہے ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ تین بیٹیاں عطا فرمائے، وہ ان کی پرورش اچھے طریقے سے کرے اور ذمہ داری سے ان کے نکاح کا بندوبست کرے تو وہ اور میں جنت میں ساتھ ہوں گے۔ ایک مواقعہ پر حضور ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بلند فرمایا اور اپنے دست مبارک کی دو انگلیاں ملا کر فرمایا کہ وہ اور میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔ ایک روایت میں فرمایا کہ وہ بیٹیاں اس کو جہنم سے بچانے کا ذریعہ بنیں گی۔ ایک روایت کے مطابق سوال کیا گیا کہ اگر دو بیٹیاں ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی دو بیٹیاں ہیں وہ پرورش کرے، کفالت کرے تو اللہ اسے بھی یہی کچھ عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اس مجلس سے چلے گئے تو کسی صحابیؓ نے کہا کہ اگر کوئی ایک بیٹی کے بارے میں بھی سوال کرتا تو محمد مصطفیٰ ﷺ اسے بھی یہی بشارت عطا فرماتے۔ آج ہمیں اپنی بیٹیوں کو اہمیت دینی ہو گی۔ اللہ کے رسول ﷺ کی نظر میں بیٹیوں کی کتنی عزت، اہمیت اور حیثیت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ خود اپنے لیے تعظیم میں لوگوں کا کھڑا ہونا پسند نہیں فرماتے لیکن جب کوئی بیٹی تشریف لاتی تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر اس کا استقبال کرتے، پھر آپ ﷺ اپنی چادر بچھاتے، اپنے پاس بٹھاتے۔ ہم حضور ﷺ کی شفاعت چاہتے ہیں تو آپ ﷺ کا اُسوہ بھی اپنانا ہوگا۔ آج ہمارے معاشرے میں کیوں بیٹیاں بوجھ ہیں؟ اس لیے کہ شادی کے تمام اخراجات بھی لڑکی والوں کے کھاتے میں ڈال دیے گئے۔ لڑکی والے جہیز بھی دیں، کھانا بھی کھلائیں اور پھر تمام شرطیں بھی مانیں۔ یہ سب فضول رسمیں بھی ہم نے خود بنالی ہیں جبکہ اسلام میں ان کا کوئی تصور نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بی بی فاطمہ ؓ کو حضور ﷺ نے جہیز دیا تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ نے اپنے پیسوں سے نہیں دیا تھا بلکہ وہ بھی حضرت علی ؓ کے پیسوں سے خریدا تھا۔ حضرت علی ؓ نے اپنی زرہ حضرت عثمان ؓ کو بیچی تھی۔ اس رقم کے تین حصے کیے گئے۔ ایک حصے سے مہر کی ادائیگی کی گئ، دوسرے سے ولیمے کا انتظام کیا گیا اور باقی رقم سے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ کا سامان خریدا۔ کیونکہ حضور ﷺ اس وقت فاطمہ ؓ اور علی ؓ دونوں کے ولی و سرپرست تھے۔ وہ سامان کیا تھا۔ کھجور کی چھال والا بستر، دو تکیے اور کچھ برتن۔ اس سامان کا آج کے ہمارے جہیز کے سامان سے موازنہ کریں تو اندازہ ہو جائے گا۔ پھر حضور ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں، باقی تین کے بارے میں کبھی نہیں سنا گیا کہ ان کو جہیز دیا ہو۔ کیا حضور ﷺ اتنی ناانصافی کر سکتے تھے کہ ایک کو دیں اور باقی تین کو نہ دیں؟ اسی طرح حضور ﷺ نے خود کئی نکاح کیے۔ کیا آپ ﷺ نے کچھ لیا؟ یہ مرد کی غیرت کا بھی تقاضا ہے۔ بیوی کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ لہٰذا مرد کو غیرت مند بننا چاہیے اور بیوی سے کچھ نہیں لینا چاہیے۔ ہمارے معاشرے میں ایسے بے غیرت بھی موجود ہیں کہ بچیوں کے باپ روتی آنکھوں کے ساتھ بیٹی کو رخصت کرتے ہیں لیکن وہ جہیز کے لیے زکوٰۃ مانگ رہے ہوتے ہیں۔ کیا زکوٰۃ اس کام کے لیے ہے؟ حالانکہ اسلام میں شادی کے سارے اخراجات مرد کے ذمے ہیں۔ لڑکی کے ذمہ ایک پیسہ کا خرچہ نہیں ہے۔ گھر کی کفالت، نان نفقہ سارے کے سارے اخراجات مرد کے ذمے ہیں۔ اسلام بہت پیارا دین ہے۔ اگر ہم نبی اکرم ﷺ کی سنت کو فالو کریں تو کیا لڑکی بوجھ ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ لیکن ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے؟ ہمارا دین بڑا آسان ہے۔ نکاح سنت کے مطابق، سادگی کے ساتھ کریں تو کسی لڑکی کے ماں باپ پر ایک روپے کا خرچہ نہیں اور جب یہ خرچہ ہی نہیں تو کیا بیٹیاں بوجھ ہوں گی؟ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیٹوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کمانے کے معاملے میں بیٹا ہی باپ کا سہارا بنتا ہے لیکن جب کفالت کی بات ہوگی تو بیٹی اور بیٹا دونوں برابر ہوں گے۔ جانور بھی اپنے بچوں کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ بندہ مومن یہ کام کرے تو اس پر بھی اجر ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ لقمہ جو تم اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور بیوی بچوں کو کھلاتے ہو وہ صدقہ ہے۔ اس پر ثواب ملے گا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو بندہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرے۔ یہ کتنا پیارا دین ہے۔ بیٹیاں پالو، بیٹے پالو حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق تو اجر ملے گا۔ صدقہ جاریہ بیٹا بھی بنے گا، بیٹی بھی بنے گی۔ حضور ﷺ نے اصلاح کی ہے کہ بیٹیوں کو ڈی گریڈ نہ کرو۔ بیٹیوں کا حق نہ مارو، بیٹیوں کو محروم نہ کرو۔ حضور ﷺ نے توجہ دلا دی۔ اولاد کی دنیوی ضروریات پورا کرنے پر بھی ثواب ملے گا لیکن ان کی روحانی تربیت اور ضروریات کو پورا کرنا بھی لازم ہے۔ ان کو دینی تعلیم بھی دو تا کہ ان کی آخرت بھی سنور جائے۔ کیونکہ اصل معاملہ آخرت کا ہے۔ اللہ وہ گھرانے مجھے اور آپ کو عطا فرمائے جہاں بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک ہو، بیٹیوں کے ساتھ ظلم نہ ہو، ان کو محروم نہ کیا جائے اور اللہ ایسے گھرانے ہمیں عطا فرمائے کہ وہاں حلال ہو، حرام کا گزر نہ ہو، نکاح سادگی کے ساتھ ہو، مشرکانہ رسومات اس میں نہ ہوں اور وہاں توجہ ایسے ہو کہ ہم نے اپنی اولاد کو صدقہ جاریہ بنانا ہے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کی رہائشی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 32 سال، مطلقہ، تعلیم ماسٹرز بزنس ایڈمنسٹریشن، ایم فل بزنس مینجمنٹ (جاری)، قد 5.3 فٹ کے لیے تعلیم یافتہ برسرروزگار دینی مزاج کے حامل لڑکے کا (عمر 35 تا 42) کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-4836200

☆ رفیق تنظیم اسلامی، عمر 25 سال، الیکٹریکل انجینئر، صوم وصلوٰۃ کا پابند کے لیے ترجیحاً لاہور کی رہائشی، تعلیم یافتہ دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0332-8116599

7 حضورِ حق _ 2 _ (IV)

روم راہے کہ او را منزلے نیست
ازاں تخمے کہ ریزم حاصلے نیست
من از غم ہا نمی ترسم ولیکن
مدہ آں غم کہ شایانِ دلے نیست

ترجمہ اے اللہ! اس وقت میں (علامہ اقبال) اُس راستہ پر جارہا ہوں جس کا کوئی معلوم منزل یا مطمع نظر نہیں ہے۔ (میری ساری شاعری بظاہر) ایسا بیج ہے جس کو میں اُمت مسلمہ کے زندہ مسائل کے حل کے لیے بو رہا ہوں جس کا کچھ فائدہ (پیداواری منافع) نہیں ہوگا۔ اے اللہ! میں (اُمت مسلمہ میں اپنی بات کو نہ سمجھنے اور ساتھ نہ دینے کے غموں سے نہیں گھبراتا یا ڈرتا لیکن یہ ضرور عرض ہے کہ مجھے وہ غم نہ دے جو میرے دل اور ذہنی افتاد و نگاہِ نکتہ رس کے شایاں نہیں یعنی اس میدان کار سے متعلق نہیں۔

تشریح علامہ اقبال نے 30 سال اُمت مسلمہ کے زندہ مسائل اور اُن کا عصر حاضر میں قرآن (وحدیث) کے مطابق حل بھی پیش کیا مگر اُمت غلامی سے خوگر ہو چکی تھی عوام کیا خواص بھی ان کی باتوں کو ٹال گئے اردو کلام شکوہ میں اللہ سے عرض گزار ہیں

ع ایک بلبل ہے کہ ہے محوِ ترنم اب تک
ع کاش گلشن میں سمجھتا کوئی فریاد اس کی

(بلبل سے مراد علامہ اقبال ہیں اور گلشن سے مراد ہے جنوبی ایشیا میں مغربی استعمار کے غلام مسلمان)۔ میں اُمت کے جوانوں اور اہل علم کو ایسا جوہر (بیج) دے رہا ہوں جس کا فوری (حاصل رپیداوار) نتیجہ مجھے نظر نہیں آرہا ہے۔

اے اللہ مجھے اپنی بے توقیری اور اُمت مسلمہ کی طرف سے بے توجہی کے رویے سے ڈر نہیں ہے اور اس طرزِ عمل اور اُمت کے عمومی رویوں سے گھبرانے والا نہیں مگر یہ ضرور درخواست ہے کہ مجھے کوئی غم نہ دینا جو میرے دل کے شایاں نہ ہو یا جس پر مجھے پچھتانا پڑے۔ علامہ اقبال سے برطانوی استعمار خار کھاتا تھا اور اس نے 1920ء سے 1935ء تک کئی کوششیں کیں کہ علامہ اقبال کو بظاہر اعزاز دے کر جنوبی ہند سے باہر (افریقہ وغیرہ میں) گورنر بنا کر یا کوئی علمی دلفریب مشغولیت دے کر یہاں سے چلتا کیا جائے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کو جگانے کے لیے جس قسم کی شاعری کر رہے ہیں وہ منحوس مغربی استعمار کے لیے ناقابل برداشت تھی (مگر علامہ اقبال نے ان سازشوں کو سمجھا اور عمر بھر متنبہ رہے اور بچتے رہے)

ع عشق تمام مصطفیٰ ﷺ عقل تمام بولہب

حضورِ حق _ 2 _ (V)

مئے من از تنک جاماں نگہ دار
شرابِ پختہ از خاماں نگہ دار
شرر از نیستانے دُور تر بہ
بخاصاں بخش و از عاماں نگہ دار!

ترجمہ و تشریح (اے اللہ! جنوبی ایشیا میں منحوس مغربی صیہونی استعمار کی غلامی سے نکالنے کے لیے کئی دیگر اکابرین اُمت بھی مختلف انداز اور الگ زاویہ نگاہ سے حل پیش کر رہے ہیں جبکہ میں نے مغرب کو اس کی جنم بھومی میں جاکر دیکھا، پرکھا، سمجھا، ہضم کیا اور اسلام کے حقیقی مزاج کے خلاف عناصر کو چھانٹ کر غلط حصے کی برملا نفی کی ہے جبکہ دوسرے لوگ سطحی مطالعہ، سنی سنائی باتوں اور اخباری اطلاعات پر بنیاد رکھ کر کام کر رہے ہیں) مجھے ان ادھورے جام کے حامل مصلحین اُمت سے الگ رکھنا، کہیں اُمت مسلمہ مجھے بھی اسی طرح کا ایک (بازاری وعامی) مصلح سمجھ کر رد نہ کر دے۔ اُمت مسلمہ کے سمجھ دار طبقے کو اس طرف متوجہ فرما کہ وہ عام مصلحین کی بات اور میری شاعری ونثر میں جو VISION اور گہرائی ہے اس کو سمجھ سکیں۔

خاص لوگ تو چاہتے ہیں کہ جاندار لیڈرشپ اور مؤثر حکمت عملی ہو تا کہ منحوس برطانوی اقتدار کا سورج غروب ہو سکے اور مسلمانوں کو آزادی بھی ملے اور کچھ لوگ فوری ہنگاموں سے اشتعال پیدا کر کے کوئی اَنہونی صورت حال کے امید وار ہیں۔

اے اللہ، وقتی اشتعال دلانے والی لیڈرشپ کو اس ملک کے مسلمان عوام سے دور ہی رکھ، حقیقی اور پائیدار تبدیلی کے لیے 'خاص' لوگوں کو جذبہ وافر بخش اور اس کو عام کر دے جبکہ کم ظرف لیڈرشپ پر نگاہ رکھ اور اس کو پھیلنے نہ دے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا آزمائش کے لیے بنائی ہے اور مختلف ذہنی صلاحیتوں اور قوتِ کار کے لوگ بنائے ہیں عقل مند بھی ہیں، کم عقل بھی ہیں، بے وقوف، احمق اور پاگل بھی ہیں۔ یہ سب کچھ ایک دوسرے کی آزمائش وامتحان کے لیے ہے۔ اہل علم بات کو سمجھتے ہیں جبکہ کم علم والے کم ظرف بھی ہوتے ہیں وہ نہ عام کرنے والی بات کو بھی عام کر دیتے ہیں جس سے قومی وملی سطح پر نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ علامہ اقبال اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

سیف الملوک میں میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں

ے خاصاں دی گل عاماں اگے تے نہیں مناسب کرنی
مٹھی کھیر پکا محمد، تے کتیاں اگے دھرنی

تقسیم ہند کا فیصلہ اور قیام پاکستان بھارت کے سینے پر مونگ دلنے کے مترادف تھا لہٰذا اس نے پاکستان کو ختم کرنے کے لیے جنگوں سمیت ہر حربہ استعمال کیا، یہ ہائبرڈ وار فیئر بھی اسی کوشش کا حصہ ہے: ایوب بیگ مرزا

چونکہ بڑی طاقتیں بھارت کو چین اور پاکستان کے خلاف استعمال کرنا چاہتی تھیں، اس لیے انہوں نے جان بوجھ کر بھارت کی پاکستان کے خلاف ہائبرڈ وار فیئر کو نظر انداز کیا: رضاء الحق

پاکستان کے خلاف بھارتی ہائبرڈ دہشت گردی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: برسلز کے ادارے EU Disinfolab نے بھارت کے شری واستوا گروپ کے بارے میں بڑا تہلکہ خیز انکشاف کیا ہے کہ یہ گروپ پاکستان کے خلاف بڑے مذموم پروپیگنڈے میں ملوث تھا اور ایک بڑا وسیع نیٹ ورک چلا رہا تھا۔ اس گروپ کی سرگرمیاں کیا تھیں؟

رضاء الحق: برسلز کا یہ ادارہ ایک آزاد ادارہ ہے جو بنیادی طور پر یہ دیکھتا ہے کہ کہیں ہائبرڈ وار فیئر کا استعمال تو نہیں ہو رہا جس کا ٹارگٹ اقوام متحدہ یا یورپی یونین ہو۔ اس پر Eu Disinfolab نے تحقیق کی اور ایک سکینڈل سامنے آیا جس پر بھارت کے شری واستو گروپ کے خلاف انہوں نے 2015ء سے تحقیق شروع کی۔ بھارت کا یہ گروپ واضح طور پر ہائبرڈ وار فیئر میں ملوث نکلا۔ انکیہ شری واستو نے 2006ء میں یہ گروپ قائم کیا تھا۔ بعد میں اگلیہ ٹیک کمپنی کو بھی انہوں نے ساتھ ملا لیا۔ اس کمپنی کا موقف ہے کہ وہ ہیکنگ کے ٹولز دیتے ہیں اور انفارمیشن وار فیئر سروسز مہیا کرتے ہیں۔ لہٰذا پہلے سے ہی اس گروپ کے مشن کو بھانپ لیا گیا۔ ایک پروفیسر Louis B Sohn نے ہیومن رائٹس کے حوالے سے کافی کام کیا ہے۔ اس نے ہیومن رائٹس کے حوالے سے اپنی ایک تنظیم کو 1970ء میں اقوام متحدہ کے ساتھ ایفیلیٹ کروایا۔ شری واستوا گروپ 2007ء اور 2011ء میں اس پروفیسر کی طرف سے بیانات اقوام متحدہ، یورپی یونین اور دوسرے اداروں میں پیش کرتا رہا جبکہ اس کا انتقال 2006ء میں ہو چکا تھا۔ یہ شری واستو گروپ کا پہلا فراڈ تھا جو پکڑا گیا اس کے بعد اس پر مزید تحقیق شروع ہوئی۔ تحقیقی ادارے نے پہلی ٹویٹ یہ جاری کی کہ پندرہ سالوں میں 10 سے زیادہ این جی اوز اقوام متحدہ کے ہیومن رائٹس کونسل کے ساتھ ایکریڈیٹڈ ہو چکی ہیں اور 550 سے زائد domain نام رجسٹرڈ کروائے ہوئے ہیں جو کہ فیک ہیں۔ نیز مدر ٹریسا کے نام سے جو ویب سائٹس چل رہی ہیں ان میں ان جعلی تنظیموں نے اپنا مواد شامل کرنا شروع

مرتب: ابو ابراھیم

کر دیا ہے۔ یہ بھی بتایا کہ 750 سے زائد جعلی میڈیا آؤٹ لٹس 116 ممالک میں موجود ہیں اور یہ جعل ساز باقاعدہ لوگوں کو بتاتے رہے ہیں کہ ہم یورپی یونین کے نمائندے ہیں حالانکہ وہ نہیں تھے۔ اسی طرح انہوں نے مرے ہوئے لوگوں، ختم شدہ این جی اوز اور میڈیا آؤٹ لٹس کے نام سے کام کیا۔ یعنی اس کام میں جعلی ویب سائٹس اور فیک نیوز سائٹس کی پوری ایک کھیپ تھی جو پکڑی گئی۔ ان جعل سازوں نے اپنے کاموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ایک یہ کہ یہ جنیوا میں تھنک ٹینکس اور این جی اوز کو استعمال کر کے فیک میڈیا کی ایکریڈیٹشنز لیتے تھے اور اس کے بعد اس کی اجازت لے لیتے تھے کہ ہم UNO کی ہیومن رائٹس کونسل میں جا کر اپنی بات کو پیش کریں گے۔ دوسرا یہ لوگ یہ کرتے تھے کہ یورپی یونین کے انتہائی دائیں بازو کے ممبران کو بھارت کے دورے کرواتے تھے کہ دیکھو یہ ہے شائننگ انڈیا۔ چنانچہ وہ فار رائٹ لوگ واپس جا کر بھارت کی زبان بولنا شروع کر دیتے تھے اور شری واستو گروپ کی بنائی ہوئی جعلی ویب سائٹس اور انفارمیشن آؤٹ لٹس پر یہ فار رائٹ ممبران اپنے مضامین بھی شائع کروا رہے تھے۔ ان ساری چیزوں میں پاکستان کے خلاف منفی پروپیگنڈا ہوتا تھا، خاص طور پر بلوچستان کی تحریک کا ذکر ہوتا تھا، جعلی اعداد و شمار پیش کیے جاتے رہے۔ پھر اسی منفی پروپیگنڈا کو انڈیا کا مین سٹریم میڈیا خوب اُچھالتا تھا جس سے یہ پروپیگنڈا عالمی میڈیا میں جاتا اور اس طرح یہ جھوٹا پروپیگنڈا بھارت کا آفیشل موقف بن جاتا اور اس سارے منفی پروپیگنڈے کا مقصد پاکستان کو عالمی سطح پر تنہا کرنا اور خاص طور پر سی پیک کو ٹارگٹ بنانا تھا۔ یہ انڈیا کی طرف سے کھلی ہائبرڈ دہشت گردی تھی جس کے اندر بھارتی حکومت ملوث تھی

سوال: بھارت کی اِس جعلسازی کا اصل مقصد کیا تھا اور اس سے پاکستان داخلی و خارجی سطح پر کس حد تک متاثر ہوا؟

ایوب بیگ مرزا: بھارت آغاز سے ہی پاکستان کے قیام کے خلاف تھا، وہ پاکستان کا ازلی دشمن تھا۔ 3 جون 1947ء کو ایک مشترکہ اجلاس میں کانگریس نے تقسیم ہند کا فیصلہ کراہیت کے ساتھ تسلیم کر لیا۔ اجلاس کے بعد پنڈت نہرو اور سردار پٹیل آپس میں مشورہ کرتے ہوئے پائے گئے کہ اب باپو (گاندھی) کو اس فیصلے کے بارے میں کون بتائے گا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ تقسیم ہند کا فیصلہ اور پاکستان کا قیام بھارت کے سینے پر مونگ دلنے کے مترادف تھا۔ وہ دشمنی آج تک بھارت کے اندر سے نہیں نکلی۔ گاندھی نے کہا تھا کہ پاکستان میری لاش پر بنے گا۔ بہت سے کانگریسی لیڈروں نے کہا تھا کہ پاکستان بن تو جائے گا لیکن چند ماہ کے اندر وہ دوبارہ پھر ہمارے

قدموں میں آگرے گا۔لہٰذا ان کی آغاز ہی سے کوشش تھی کہ پاکستان کو کسی طرح ختم کر دیا جائے اور اس کے لیے انہوں نے جنگوں سمیت جو کچھ کر سکتے تھے وہ کیا۔ یہ ہائبرڈ جنگ بھی اسی کوشش کا حصہ ہے۔ یہ ساری جعلسازی صرف اس لیے کی کہ دنیا میں پاکستان کا امیج خراب ہو، دنیا میں پاکستان کو ایک دہشت گرد، فسادی، انتشار پیدا کرنے والا ملک سمجھا جائے۔ وہ اس معاملے میں اقوام متحدہ کا لیٹر پیڈ تک استعمال کرتے رہے ہیں۔ جہاں تک اس کے اثرات کا تعلق ہے تو داخلی سطح پر خاص طور پر قبائلی علاقوں میں اس کے شدید اثرات ہوئے ہیں۔ کیونکہ جب ایسی خبریں آتی ہیں تو اکثریت ان کو سچ ہی سمجھتی ہے۔ چنانچہ قبائلی علاقوں کے لوگوں نے ہمارے سکیورٹی اداروں کو ہدف بنایا اور وہاں PTM جیسی تنظیم بنی۔ یقیناً ان میں بہت سارے لوگ خریدے ہوئے بھی ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو صحیح سوچ رکھنے والے تھے لیکن جب یہ پروپیگنڈا ان کے سامنے آیا کہ پاکستان کے ادارے ان کے خلاف کچھ کر رہے ہیں تو ان کے ذہنوں میں تبدیلی آئی اور پھر ان کا ردعمل بھی آیا۔ کیونکہ اگر ایک دو واقعات جن میں ہمارے اداروں سے کوئی زیادتی ہوئی ہو ان کو بڑھا چڑھا کر سینکڑوں میں پیش کیا جائے گا تو پھر اس کے اثرات ہوں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے ادارے بالخصوص سکیورٹی ادارے دودھ سے دُھلے ہوئے ہیں اور ان سے کوئی غلط کام نہیں ہو سکتا۔ جب فوج نے آپریشن کیے تھے تو ان میں یقیناً کچھ لوگوں سے زیادتیاں بھی ہوئی ہوں گی کیونکہ یہ اصول ہے کہ جب فوجیں کارروائی کرتی ہیں تو اس میں بے گناہ لوگ بھی مارے جاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ہمارے سیکولر اور لبرل طبقہ نے بھی بھارتی پروپیگنڈا کو ہاتھوں ہاتھ لے کر بالخصوص اسے فوج کے خلاف استعمال کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری اسٹیبلشمنٹ نے چند اقدامات یقیناً غلط کیے ہیں بالخصوص انہیں داخلی سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے تھا لیکن اگر ہم ان کے خلاف کوئی محاذ بنالیں گے اور انہیں ہی کمزور کرنا شروع کر دیں گے تو پھر ہمارا حال بھی شام، عراق اور لیبیا جیسا ہوگا۔ کیونکہ وہاں یہ انتشار پھیلا ہی اس لیے تھا کہ وہاں کی فوج اس کو کنٹرول نہیں کر سکی۔ الحمد للہ! ہماری فوج نے اس انتشار کو روکنے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کی۔ اسی طرح خارجی سطح پر پاکستان کا بہت نقصان ہوا یہاں تک پتا چلا کہ یو این او میں ان جعلی تنظیموں نے اپنے بندے بٹھائے ہوئے تھے۔ FATF نے پاکستان کو گرے لسٹ کر دیا حالانکہ بھارت نے اس سے دس گنا غلط کام کیے لیکن اسے کچھ نہیں کہا گیا۔ حالانکہ اسے تو بلیک لسٹ میں ڈالا جانا چاہیے تھا۔ بجائے اس کے ہم پر امریکہ نے بہت سی پابندیاں لگائیں، ہماری تجارت متاثر ہوئی۔ بہرحال اس پروپیگنڈے سے بھارت ہمیں داخلی و خارجی سطح پر نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوا، خاص طور پر داخلی طور پر نقصان زیادہ ہوا کیونکہ اس سے ہمارے ایک طبقے کا ذہن بدل کر رکھ دیا گیا کہ فوج ہماری دشمن ہے۔

> اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری اسٹیبلشمنٹ سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں لیکن اگر ہم اس کے خلاف محاذ بنالیں گے اور اسے کمزور کرنا شروع کر دیں گے تو پھر ہمارا حال بھی شام، عراق اور لیبیا جیسا ہوگا۔

سوال: کیا امریکہ اور یورپ جیسے ٹیکنالوجی میں انتہائی ترقی یافتہ ممالک بھارت کی اس جعلسازی سے بے خبر تھے یا وہ جان بوجھ کر صرفِ نظر کر رہے تھے؟

رضاء الحق: وہ ہرگز بے خبر نہیں تھے۔ اس وقت دنیا کا جو سٹیج سیٹ کیا گیا ہے وہ جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہے اور ان کی ٹیکنالوجی اس حد تک ترقی کر چکی ہے کہ اب وہ خلاء کے ذریعے ٹارگٹ کو ہٹ کرتے ہیں۔ چین تجارتی اور عسکری شعبوں میں جو پیشرفت کر رہا ہے امریکہ کو پہلے سے ہی اس کی خبر ہے اور اس کے مقابلے میں باقاعدہ اقدامات کرنے میں سرگرم ہے۔ امریکی الیکشن ہوں یا کوئی اور چیز ہو وہاں پر روسی ہیکنگ کا لازمی ذکر آتا ہے۔ یعنی جو چیزیں ہو رہی ہوتی ہیں وہ ان کے علم میں ہوتی ہیں۔ 2010ء میں انہوں نے ایرانی نیوکلیئر پروگرام کو باقاعدہ ایک ہارڈ ویئرڈ وائرس سے سبوتاژ کیا۔ پاکستان میں انہوں نے باقاعدہ تحریکیں چلوائیں۔ لہٰذا وہ شری واستو گروپ کی کارستانیوں سے ہرگز بے خبر نہ تھے۔ عالمی طور پر سی آئی اے، موساد، ایم آئی 6 جیسی خفیہ ایجنسیوں کو پل پل کی خبر ہوتی ہے۔ انہوں نے 2006ء سے پروگرام ایچ او لان کے نام سے سرویلنس کا ایک پورا سسٹم بنایا ہوا ہے جس کو انہوں نے بیس منٹ کے لیے آن کیا تو پچھلے بیس سال کے سارے ٹیلی فون ریکارڈز ان کے پاس آ گئے۔ ایسی ٹیکنالوجی، سکیورٹی اداروں اور ڈیپ سٹیٹ کے ہوتے ہوئے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکے کہ بھارت کا ایک گروپ کیا گل کھلا رہا ہے' یہ ممکن نہیں ہے۔ انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف نان الائنڈ سٹڈیز کے نام سے ایک ادارے میں شری واستو گروپ کی کتب شائع ہوئی ہیں، اس ادارے کے شری واستو اگروپ کے ساتھ لنکس کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ واضح ہے کہ سب کو معلوم تھا کہ شری واستو گروپ کیا کر رہا ہے۔ لیکن چونکہ بڑی طاقتیں بھارت کو چین اور پاکستان کے خلاف استعمال کرنا چاہتی تھیں اس لیے انہوں نے جان بوجھ کر صرف نظر سے کام لیا۔

سوال: اگر امریکہ کے مخالف ملک نے بھارت جیسی جعلسازی کی ہوتی تو پھر عالمی ردعمل کیسا ہوتا؟

ایوب بیگ مرزا: یہ عریاں جعلسازی تھی، یہ فریب کاری کا بدترین نمونہ تھا، یہ دھوکہ بازی اور دجل تھا۔ لیکن اس کے باوجود عالمی ادارے کبھی بھی بھارت کے ساتھ وہ سلوک نہیں کریں گے جس کا وہ ان جرائم کے بعد حق دار ہے۔ جنگ عظیم دوئم کے بعد جب دنیا بائی پولر تھی تو امریکہ کا ٹارگٹ یہ تھا کہ سوویت یونین کو ختم کر کے سپریم پاور آف دی ورلڈ بن جائے۔ اس کے لیے امریکہ نے عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان کو استعمال کیا۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جن دوستوں نے امریکہ کی مدد کی تھی ان کا وہ دوست بن کر رہتا لیکن بجائے اس کے آج امریکہ عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اب جو بھی ملک اسلام دشمن ہے وہ امریکہ کا دوست ہے۔ پاکستان دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے جس کے پاس ایٹمی قوت ہے۔ اس لیے پاکستان اولین نشانے پر ہے۔ چونکہ پاکستان امریکہ اور اسرائیل کو کھٹک رہا ہے اور بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے اس لیے امریکہ وغیرہ بھارت کو سپورٹ کر رہے ہیں اور ان کو بھارت کی ہر حرکت قبول ہے۔ بلکہ اس معاملے میں یقیناً امریکہ اور اسرائیل بھارت کی پیٹھ تھپک رہے ہوں گے۔ پاکستان تو بہت

کمزور ملک ہے، میں سمجھتا ہوں جو جعل سازی بھارت نے کی ہے وہ اگر چین یا روس کر دیتے تو امریکہ اور یورپ دنیا میں طوفان اٹھا دیتے، وہ کہتے کہ دنیا میں انہونی ہوگئی ہے، وہ گیا ہے جس کا اس پُرامن اور شریف دنیا میں کوئی تصور نہیں ہونا چاہیے تھا۔ پاکستان تو یہ کرنے کے قابل ہی نہیں ہے اگر بالفرض کر لیتا تو پتا نہیں اس کا کیا حشر ہوتا۔ لیکن یہ چونکہ بھارت نے کیا ہے اور بھارت چونکہ اسلام کا دشمن ہے، خاص طور پر عالم اسلام کے سب سے زیادہ طاقتور ملک کے خلاف کیا ہے اس لیے وہ اس کو شاباش ہی دیں گے۔

سوال: ہائبرڈ وار کتنی خطرناک ہے اور دنیا میں یہ کس کس انداز میں استعمال ہو رہی ہے؟

رضاء الحق: یہ دجالی دور ہے جس میں جھوٹ، فریب، جعل سازی سمیت دجل کے تمام ٹولز مخالف ملک کے خلاف استعمال کیے جاتے ہیں۔ یعنی اس دور میں خفیہ اور ظاہری دونوں ہتھیار استعمال ہوتے ہیں۔ نازی چانسلر آف دی رائخ پال جوزف گوئبلز کا مشہور قول ہے کہ کسی بھی جھوٹی بات کو اتنا دہراؤ، اتنا دہراؤ، اتنا دہراؤ کہ آہستہ آہستہ لوگوں کی اکثریت اس کو سچ سمجھنا شروع کر دے۔ برطانیہ کی مثال لے لیں۔ پہلی جنگ عظیم ساری کی ساری جھوٹ کی بنیاد پر لڑی گئی۔ بالفور ڈیکلیریشن جھوٹ کی بنیاد پر سامنے آیا۔ امریکہ کا موجودہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ دوسری جنگ عظیم میں امریکہ کا پروپیگنڈا ڈیپارٹمنٹ تھا۔ جن نازی فوجیوں نے یہودیوں کا قتل عام کیا تھا انہیں 1945ء میں نیورمبرگ ٹرائیل کے تحت سزائیں دی گئیں لیکن یہ کبھی نہیں بتایا جاتا کہ اس زمانے میں ایک آپریشن ''پیپر کلپ'' بھی کیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ نازی سائنس دانوں کو امریکہ میں لا کے بھرتی کیا جائے تا کہ ان کو استعمال کیا جا سکے۔ اسی طرح اسرائیل جب قائم ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک ہائبرڈ وار فیئر میں ملوث ہے۔ امریکہ جب ویت نام کی جنگ میں تھا تو اس نے ریمبو کی فلمی سیریز شروع کی جس میں اکیلا آدمی ہزاروں فوجیوں کو ختم کرتا ہے۔ یہ بھی ہائبرڈ وار فیئر تھی جس کا مقصد لوگوں کے ذہنوں میں یہ بٹھانا تھا کہ ہمارا ایک سپاہی ویت نام کے سپاہیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا رہا ہے۔ نائن الیون کے بعد سے ہائبرڈ وار فیئر بہت زیادہ عام ہو چکی ہے۔ ہنری کسنجر کی ساری زندگی اسی وار میں گزری ہے۔ میڈیا اور نصاب تعلیم کے ذریعے تاریخ کو مسخ کر کے پہلے ہائبرڈ وار فیئر شروع کی گئی اور اس کے بعد جگہ جگہ سول وار شروع کی گئی۔ عرب اسپرنگ اس کی بہت بڑی مثال تھی۔ جن لوگوں نے صدام حسین اور معمر قذافی کا تختہ الٹا تھا اب وہ کہہ رہے ہیں کہ کاش ہم نے یہ نہ کیا ہوتا کیونکہ اس کے بعد جو ہمارے اوپر بیتی ہے وہ بہت تکلیف دہ ہے لیکن اس وقت یہی لوگ ہائبرڈ وار فیئر کا شکار ہو کر ان کے خلاف ہو گئے تھے۔ اسی طرح اینٹی ہیروز کو ہیروز کے طور پر پیش کرنا اور ہیروز کو ولن کے طور پر باور کرانا بھی اس جنگ کا حصہ ہے۔ جیسے انڈیا میں ٹیپو سلطان کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ یہ سب اسی وار کا حصہ ہیں۔ اس وقت اسرائیل کے جتنے امن معاہدے چل رہے ہیں وہ سارے دجل، فریب، دھوکہ پر مبنی ہیں۔ اصل میں یہودی اپنے مسایاح (دجال) کے انتظار میں ہیں اور اس کے لیے پوری تیاری کر رہے ہیں۔ انڈین کرونیکلز کی وجہ سے پاکستان کو معاشی نقصانات بہت زیادہ اٹھانے پڑے ہیں۔ سیاسی نقصانات بھی ہوئے۔ پھر نسل پرستی کی آگ کو ہوا دی گئی۔ پھر ڈپلومیٹکلی پاکستان کو دنیا میں دیوار سے لگانے کی کوشش کی گئی۔ اس وقت دنیا میں جنگل کا قانون چل رہا ہے جس میں ہائبرڈ وار فیئر کو جائز سمجھا جا رہا ہے۔ ہمارا دین ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ جو چیز دجل، فریب اور دھوکہ پر مبنی ہو اس میں ہمیں ملوث نہیں ہونا چاہیے۔ یعنی اسلام ہائبرڈ وار فیئر کے حق میں نہیں ہے۔ البتہ اس دجل کو بے نقاب ضرور کرنا چاہیے۔

سوال: Eu disinfolab انکشافات کے بعد پاکستان کو اپنے تحفظ کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: حکومت پاکستان کو سفارتی سطح پر جتنی کوششیں کرنی چاہیے تھیں وہ نہیں ہوئیں۔ بہت کم ہوئی ہیں۔ حکومت کو چاہیے تھا کہ اس رپورٹ کو پوری دنیا میں پھیلاتی۔ ایک دو پریس کانفرنسز اور دو تین ملکوں میں یہ بات کہنے سے اس کا جواب نہیں بنتا۔ بلکہ ہر ملک میں جا کر چرچا کیا جانا چاہیے تھا۔ پھر ہمیں انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں جانا چاہیے۔ یو این او میں بات اٹھانی چاہیے۔ مسلمان ممالک میں جا کر انڈیا کا مکروہ چہرہ دکھانا چاہیے۔ ایسا نہیں ہو سکا اور نہ ہو رہا ہے۔ ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جو کمی ہے اس کی تلافی کی جائے۔ اندرونی طور پر جو لوگ اس سے متاثر ہوئے ہیں ان کو سمجھانے کی ضرورت ہے، ان سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں حقائق بتانے کی ضرورت ہے کہ ہمارا دشمن یوں کر رہا ہے اور آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں۔ جبکہ جو بیرونی دشمن ہیں انہوں نے تو ہمیں نقصان پہنچانے کی کوششیں کرنی ہی ہیں۔ ہمارے لیے ایک ہی حل ہے کہ ہم بحیثیت ملک و قوم اور بحیثیت اُمت اپنی جگہ پر مستحکم و مضبوط ہوں۔ یہ اصول ہے کہ اگر امن چاہتے ہو تو جنگ کے لیے تیار رہو۔ یعنی اگر آپ امن چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو مضبوط کریں۔ اگر ہم کمزور، بزدل ہوں گے تو ہم دوسروں کو دعوت دے رہے ہوں گے کہ آؤ ہمیں نقصان پہنچاؤ۔ ہم ایک نظریاتی ملک ہیں، ہمیں اپنے نظریے پر مضبوط ہو کر کام کرنا ہوگا۔ ہمارے پاس اللہ کا عطا کردہ نظریہ قرآن کی صورت میں موجود ہے۔ اگر ہم اس پر قائم ہو جائیں اور اللہ کی نصرت شامل حال ہو تو پھر کوئی امریکہ اور یورپ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ لوگوں کو ابھی تک نظر نہیں آ رہا کہ افغانستان میں دنیا کے 43 ممالک کی افواج جدید ترین ٹیکنالوجی کے ہوتے ہوئے کس بری طرح ناکام ہوئیں کیونکہ افغان طالبان کو اللہ کی حمایت حاصل تھی، اللہ کی نصرت حاصل تھی۔ ہمیں تو اللہ نے مالی، عسکری وسائل بھی بہت دیے ہوئے ہیں اس کے ساتھ اگر ہم اپنا رشتہ اللہ کے ساتھ اور اللہ کی کتاب کے ساتھ مضبوط کر لیتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کو دانتوں سے پکڑ لیتے ہیں تو پھر جو طاقت ہمیں حاصل ہوگی وہ سونے پہ سہاگا ہوگی۔ پھر پاکستان ایسا ملک ہوگا کہ امریکہ جیسا ملک بھی آنکھیں دکھانے سے پہلے سوچے گا کہ یہ ملک روحانی اور دنیوی طور پر ایک مضبوط ملک ہے۔ ہم صرف دنیوی قوت حاصل کر کے اپنے دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہمیں اس کے ساتھ روحانی قوت بھی حاصل کرنی پڑے گی جو اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ہم اپنا اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہ کریں اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست نہ بنا لیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

......بہانے نہ تراش

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

حکومت صرف نااہلی اور ناتجربہ کاری کا شکار نہیں رہی، عمران خان کے اعتراف کے مطابق، میڈیا رپورٹس بتا رہی ہیں کہ ملک سے بے وفائی، قومی مفادات سے بے اعتنائی بھری بددیانتی بھی شامل ہے۔ قومی ایئر لائن کی بجائے برطانوی ایئر لائن کو منافع بخش روٹ سونپ کر سالانہ 15 ارب کا خسارہ پی آئی اے کو دیا گیا۔ اعلیٰ حکومتی ارکان نے سول ایوی ایشن پر دباؤ ڈال کر یہ فیصلہ کروایا۔ دوہری شہریت کے حامل وزراء کے ہاتھوں وزیراعظم کے بچوں کا ننھیال 15 ارب کا تحفہ ہماری ڈوبتی معیشت سے وصول کر گیا۔ اس سے پہلے ہوابازی کے وزیر نے غیر ذمہ دارانہ بیان سے اس قومی ادارے کو ڈبونے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ بہرطور قوم کے لیے مشورہ یہی ہے کہ حکومت اگرچہ ناتجربہ کار ہے مگر آپ نے گھبرانا نہیں ہے، آپ صبر کریں گے۔ یوں بھی صابروں کے ساتھ تو اللہ ہوتا ہے۔ اور حکومت کے ساتھ؟

مسلمانوں کو یک طرفہ بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری گھول گھول کر پلائی گئی جس کے مظاہر پوری مسلم دنیا میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ کرسمس کے موقع پر سعودی عرب تک میں اس تہوار کو ڈٹ کر منانے کی سہولت دی گئی باوجودیکہ یہ ہم آہنگی نہیں، شرک ہے (کجا ماند مسلمانی!) مسلمان خدا کے ہاں، نعوذ باللہ، بیٹا پیدا ہونے کا دن منا رہے ہیں؟ مبارکباد دے رہے ہیں؟ اگر یہ نری دل لگی ہے تو قرآن کی زبان میں: ''کیا تمہاری ہنسی (تفریح) دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اُس کے رسول ہی کے ساتھ تھی؟ اب عذرات نہ تراشو......'' ۔(التوبہ: 65، 66) اس شرک پر اللہ کا غضب اپنے اندر جو شدّت لیے ہوئے ہے، وہ الکہف: 4، 5، مریم اور الشوریٰ: 4، 5 میں موجود ہے۔ مزید برآں: ''قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہوجائے اور پہاڑ گر جائیں، اس بات پر کہ لوگوں نے رحمٰن کے لیے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا۔'' (مریم: 90، 91)

کرسمس کفریہ تہذیب کا مذہبی تہوار ہے۔ تنبیہ صحیح حدیث میں موجود ہے: ''جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ انہی میں شمار ہوگا۔'' (ابوداؤد)

قرآن کی ایک صفت اس کا مُھَیمِن (محافظ) ہونا ہے۔ آسمانی کتب کی تحریفات یا گم کردہ تعلیم، سب آخری آسمانی صحیفے، القرآن العظیم میں تصحیح کے ساتھ اللہ نے رہتی انسانیت تک کے لیے عطا کردی۔ اب اس لاریب کتاب میں درست عقائد، قصص، تعلیم، تربیت سب سمودی گئی ہے۔ سو قرآن پاک کا پہلا صفحہ، پہلی دعا جو رب تعالیٰ نے سکھائی، بار بار دہرائے جانے والی، نماز میں غلامانہ عجز کے ساتھ ہاتھ باندھ کر اللہ سے مانگے جانے والی، سورۃ الفاتحہ ہے۔ اس میں ہم موجب گمراہی وغضب بننے والی تہذیبوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ سلام پھیر کر ہم کرسمس ٹری سجاتے، کیک کاٹتے اور مبارکباد لیتے دیتے ہیں؟ جہالت کا عالم تو ملاحظہ ہو۔

سورۂ مریم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا پورا واقعہ ہمیں سناتی ہے (آیات 22 تا 35)۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سچے عیسائی، شاہ حبش نجاشی کو دربار میں جب یہ آیات سنائیں تو وہ تادیر روتے رہے۔ زمین سے تنکا اٹھا کر کہا: ''خدا کی قسم! جو کچھ تم نے کہا ہے عیسیٰ علیہ السلام اس سے تنکا برابر بھی زیادہ نہ تھے''۔ اور پھر اسلام قبول کرلیا۔ سعودی عرب تا پاکستان کیا یہ ہمارے ذمے قرض اور فرض نہ تھا کہ ہم ان کی یہ کہانی درست کردیتے؟ یہ معجزاتی ایمان افروز کہانی قرآن میں موجود ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ سیدہ مریمؑ کا بیت اللحم جا کر کھجور کے درخت تلے ہونا اور قریب رواں کیے گئے چشمے کا منظر اللہ دکھا رہا ہے۔ پکّی کھجوریں تر و تازہ ٹپک پڑنے کی بشارت دی جارہی ہے۔ دسمبر کی یخ سردی میں کھجور پکنے کے موسم سے بہت بعید کرسمس کہانی کی حقیقت، آیاتِ قرآنی بیان کیے دیتی ہیں! بجائے دنیا بھر کے عیسائیوں کو درست کرنے کے ''مستند ہے ان کا فرمایا ہوا!'' پر اندھا ایمان رکھنے والے، کیک کھانے کھلانے، کچھ نہ کچھ منانے سے غرض رکھتے ہیں اور بس!

ہماری اسلامیت کا حال کتنا ناگفتہ بہ ہے۔ کرسمس بارے مفتیان کرام کے فتاویٰ موجود ہیں جو اس عمل کو بالاتفاق حرام قرار دیتے اور توحید کی بنیادوں کو مسمار کردینے کا موجب فرماتے ہیں۔ بالخصوص دینی جماعتوں کے ذمہ داران کی اِس تہوار میں عملی شرکت (کراچی کرسمس جلوس میں) نہایت گمراہ کن اور افسوس ناک ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب نئی اقوام داخل اسلام ہوئیں تو مسلمانوں کو حکماً کفار کے تہواروں میں شرکت سے ممانعت فرمائی گئی۔ ذمیوں سے حسن سلوک ہم پر واجب ہے، لیکن شریعت کے واضح احکام کی حکم عدولی کا نام حسنِ سلوک نہیں ہے۔ کیا ویٹی کن میں عیدالاضحیٰ پر (یا وائٹ ہاؤس، بکنگھم پیلس میں) مسلم آبادیوں سے یک جہتی اور ہم آہنگی کے لیے بکرے ذبح ہوتے، عید منائی جاتی ہے؟ اسی تسلسل میں اسرائیل کے ساتھ معاہدوں میں بندھنے والے، اسرائیلی اظہارِ رواداری ملاحظہ فرمالیں! غزہ میں بچوں کے ہسپتال پر کئی بم گرائے گئے، قریب مسجد بھی متاثر ہوئی۔ فلسطینیوں کے قتل اور ان پر ظلم میں امارات، بحرین، سوڈان، مراکش سبھی برابر کے شریک ہیں اب۔ اسرائیل کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

ہماری یک طرفہ فدویت کے شرمناک مظاہرے ہرجاعیاں ہیں۔ سندھ ہائی کورٹ نے ڈینیل پرل کیس میں فیصلہ سناتے ہوئے کہا: ''عمر شیخ اور تین دیگر، 18 سال بلا جرم جیل میں قید کاٹتے رہے''۔ ان کی جوانی گلا دینے اور عمر کے قیمتی سال امریکی دباؤ پر گھلا دینے کا کیا جواز ہے ذمہ داران کے پاس؟ ریمنڈ ڈیوس کیس والے امریکا نے اس رہائی کے حکم پر تشویش کا اظہار فرمایا ہے۔ یعنی تم تو دن دہاڑے کھلے چوراہوں میں قتل کے مرتکب اپنے مجرم کو معزز مہمان بنا کر لے جاؤ اور یہاں بلا ثبوت 18 سال جیل کے بعد بھی تم ہمارے نوجوانوں کی رہائی گوارا نہ کرو۔ اور ایسے کتنے ہی بے شمار کال کوٹھڑیوں، انٹرنمنٹ سینٹروں میں بلاشنوائی، ماورائے عدالت سسک رہے ہیں۔ ڈاکٹر عافیہ بچوں سمیت اغوا کر کے جھوٹے مقدمے میں 86 سال قید پائے اور یہاں امریکا اظہارِ تشویش فرمائے؟ سلام ہو سندھ ہائی کورٹ کو جس نے یہ فیصلہ سنانے کی جرأت تو کی۔ ورنہ کسی دل جلے نے ایک کاغذی سزا سنا کر پھپھولے پھوڑے تھے۔

جس دیس سے ماؤں بہنوں کو، اغیار اٹھا کر لے جائیں
جس دیس سے قاتل غنڈوں کو، اشراف چھڑا کر لے جائیں
جس دیس کی کورٹ کچہری میں، انصاف ٹکوں پر بکتا ہو
اس دیس کے ہر ایک 'مُنصف' کو، سولی پہ چڑھانا واجب ہے!

ایک فکر انگیز خبر طالبان اور اقوام متحدہ کے ادارے 'یونیسیف' مابین افغان بچوں کی تعلیم بارے پڑھی۔ اس معاہدے کے مطابق یونیسیف طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں چار ہزار رسمی اسکول کھولے گا۔ یہ اسکول قندھار، ہلمند، ارزگان، فاریاب میں کھلیں گے۔ وہ علاقے جو حریت پسندی اور ناقابل شکست جہادی روح کے لیے معروف ہیں! کیا ہم نہیں جانتے کہ امریکا، نیٹو نے جہاں حملہ کیا، وہاں ان کے جہازوں میں میزائلوں کے علاوہ تعلیمی نصاب بھی (نسلوں کی فکری تہذیبی تباہی کے لیے) ہمراہ گئے؟ افغانستان میں طالبان کی محیر العقول کامیابی کا راز ان کی خالص، بے آمیز شریعت کی تعلیم میں مضمر ہے۔ اب اس معاہدے کے تحت ان نئے تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی بھرتی کے لیے ہونے والوں کے ٹیسٹ افغان وزارتِ تعلیم والے لیں گے اور ان کا انعقاد یونیسیف اپنے پارٹنرز (این جی اوز!) کے ذریعے کرے گی! حالانکہ طالبان کے ہاں (تمام تر مغربی جھوٹے واویلوں کے باوجود) جنگی حالات میں بھی بچوں کی تعلیم کا قابل رشک نظام چلتا رہا۔ گورے نے صرف مدارس پر بمباری کی! برصغیر میں لارڈ میکالے کے ہاتھوں لگے تعلیمی چرکوں کی تاریخ ہمارے علماء بخوبی جانتے ہیں۔ پاکستان میں جدید تعلیم اقبال کے سارے خدشات حرف بہ حرف پورے کر چکی۔ زن کو نازن اور مرد کو نامرد کر دیا۔ صرف اخلاق و کردار سے عاری نہیں کیا، کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ، بھی ہرجا پورا ہوا۔ رہا اعلیٰ جدید تعلیم کا حال تو پاکستانی بچوں بارے یہ رپورٹ کافی ہے جس کے مطابق سائنس اور حساب میں ایک عالمی ادارہ بچوں کی قابلیت کا امتحان لیا کرتا ہے۔ اس سال پاکستانی چوتھی جماعت کے بچے (ڈھائی کروڑ روپیہ خرچ کر کے) اس میں شامل ہوئے۔ 64 ممالک میں سے یہ نیچے سے دوسرے نمبر پر تھے! غلامی میں طاق ہونا علاوہ ہے اس 'لیاقت' کے! باز کے ناخن کاٹنے کا اہتمام ہے یہ سارا۔ سو مشتری ہوشیار باش! ''ملّا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو'' ایجنڈے کی بو ہے اس معاہدے میں۔

اس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا
جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش!

اللہ افغانوں کے اس جنون کی حفاظت فرمائے جس نے تین سپر پاوروں کے قبرستان آباد کیے!

❁❁❁

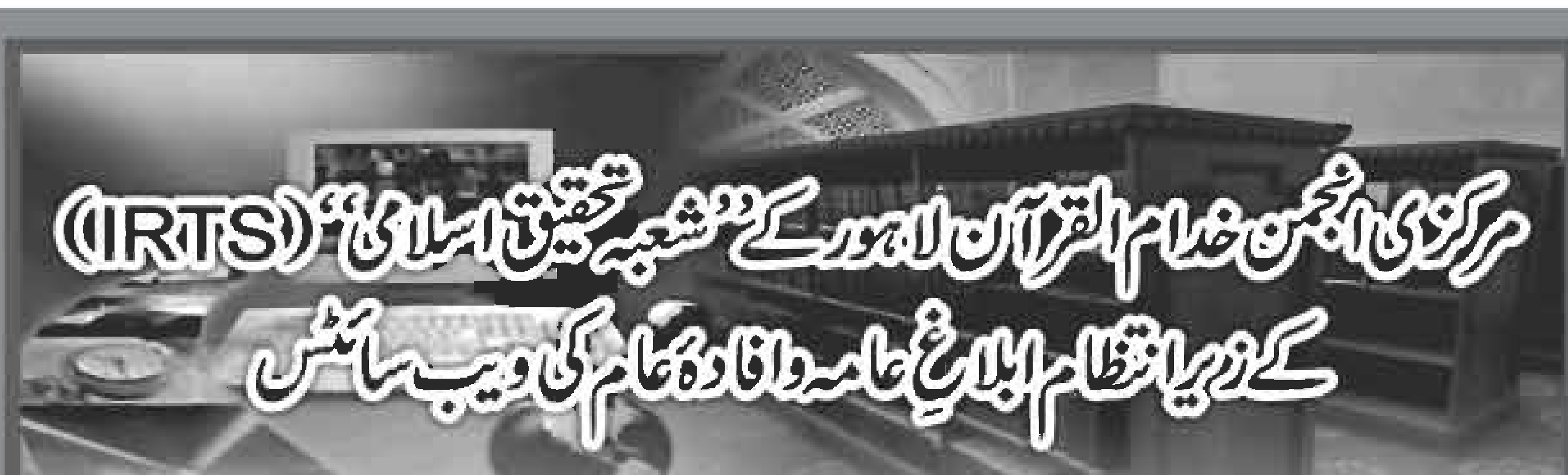

- www.tanzeemdigitallibrary.com بانی تنظیم وصدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس، خطابات وتصنیفات کا جملہ تحریری مواد یونی کوڈ کے سرچ ایبل فارمیٹ (Unicode searchable format) میں دستیاب ہے۔
- www.giveupriba.com انسدادِ سود کی کوششوں کے ضمن میں جملہ معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، قرآن وسنت کے حوالہ جات، معروف تفاسیر کے اقتباسات اور شرق وغرب کے نامور مفکرین کے اقوال وتحریرات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔
- www.hafizahmedyar.com پروفیسر حافظ احمد یارؒ (سابق مدرس پنجاب یونیورسٹی وقرآن اکیڈمی لاہور) کا علمی خزانہ، قرآن مجید کی صرفی ونحوی ترکیب، بلاغتِ قرآن و آڈیو تفسیرِ قرآن اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور'' میں
15 تا 17 جنوری 2021ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مبتدی وملتزم نظریاتی ریفریشر کورس کا انعقاد ہو رہا ہے

1- جن رفقاء کو ملتزم تربیتی کورس مکمل کئے ہوئے پانچ سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، ان کی نظریاتی ریفریشر کورس میں شرکت ترجیحی بنیادوں پر مطلوب ہوگی جبکہ مبتدی نظریاتی ریفریشر کورس میں مبتدی نصاب کا مطالعہ نہ کرنے والے رفقاء کی شرکت ترجیحی بنیادوں پر مطلوب ہوگی۔ البتہ امیر حلقہ کی اجازت سے احباب بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

2- اس کورس سے جو مبتدی/ملتزم رفقاء گزریں گے ان کے مبتدی/ملتزم نصاب کا مطالعہ/سماعت مکمل متصور ہوگی۔

3- جو رفقاء اس کورس میں جزوی شرکت کریں گے وہ جس قدر نظریاتی ریفریشر کورس کے نصاب/موضوعات سے گزریں گے، اس کے بقدر مبتدی/ملتزم نصاب کے موضوعات کا مطالعہ/سماعت مکمل متصور ہوگی۔

4- اس کورس میں وہ مبتدی/ملتزم رفقاء بھی شامل ہوسکیں گے جنہوں نے ابھی مبتدی/ملتزم تربیتی کورس نہ کیا ہو۔ البتہ نظریاتی ریفریشر کورس میں شرکت رفیق کو مبتدی/ملتزم تربیتی کورس سے مستثنیٰ نہیں کرے گی اور مبتدی/ملتزم تربیتی کورس اسے بہر حال کرنا لازم ہوگا۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

ام المومنین ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

ریحانہ بنت زید قبیلہ بنو قریظہ کی ایک یہودی خاتون تھیں۔ بعض روایات کے مطابق ان کو حضور ﷺ کی حرم (کنیز) قرار دیا ہے لیکن کچھ روایات میں ہے کہ ریحانہ رضی اللہ عنہا جنگی اسیر ہو کر آئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کو آزاد کیا اور 6ھ میں ان سے نکاح کر لیا۔

نام

ان کا نام ریحانہ بن زید ہے۔ اور بعض جگہ ریحانہ بنت شمعون بن زید ہے۔

سلسلۂ نسب

ریحانہ بنت زید بن عمر بن جنافہ بن شمعون بن زید۔

نکاح

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح بنو قریظہ کے ایک شخص عبدالحکم یا حکم سے ہوا۔ غزوہ قریظہ کے بعد جن یہودیوں کو قتل کیا گیا حکم بھی ان میں شامل تھا۔ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا یہود کی ان عورتوں میں شامل تھیں جنہیں مسلمانوں نے گرفتار کیا۔ قیدیوں میں ریحانہ کنیز کے طور پر حضور ﷺ کے حصہ میں آئیں۔

علامہ بلاذری اپنی مشہور و معروف کتاب انساب الاشراف میں سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے یا غیر موجود، خمس سے پہلے مال غنیمت میں سے ان کا حصہ الگ کیا جاتا۔ وہ غلام، کنیز، تلوار یا زرہ وغیرہ کی صورت میں ہوتا۔ آپؐ نے جنگ بدر میں غنیمت میں دو دھاری تلوار حاصل کی، غزوہ بنو قینقاع میں آپؐ کے حصے میں زرہ آئی، غزوہ مریسیع میں ایک حبشی غلام جس کا نام رباح تھا، جنگ بنو قریظہ کے موقع پر مال غنیمت میں آپؐ کے حصے میں ریحانہ بنت زید آئیں، جنگ خیبر میں صفیہ بنت حیی اور غزوۂ حنین میں ایک گہرے سرخ زرد رنگ کی گھوڑی آپؐ کے حصے میں آئی۔''

قبول اسلام

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا جب اسیر ہو کر آئیں تو حضور ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر تم اللہ اور رسولؐ کو پسند کر لو تو اللہ کا رسولؐ تمہیں اپنے لیے پسند کر لے گا۔'' انہوں نے عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو پسند کرتی ہوں۔

حریم نبوت میں آمد

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا نے 6ھ میں دین اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے حرمِ نبوت میں داخل ہونے کا شرف بخشا۔

حق مہر

نبی کریم ﷺ نے سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کا 500 درہم حق مہر مقرر کیا۔ انہیں ام منذر رضی اللہ عنہا کے گھر میں رکھا اور ان کے لیے اپنی دیگر بیویوں کی طرح باری مقرر فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ کا اظہار محبت

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے جب بھی، جو بھی مانگا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں عطا کیا۔ آپؐ نے ان سے اظہار محبت کرتے ہوئے فرمایا تھا: اگر تم اپنے قبیلے کی رہائی کا مطالبہ کرتی تو میں تیرے قبیلے کو آزاد کر دیتا۔

(طبقات ابن سعد)

فضائل و مناقب

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا بڑی حسین و جمیل، ذہین اور دانشور خاتون تھیں۔ انہیں کمال دانش کی وجہ سے اپنی قوم میں بڑی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کو بہت پسند کرتے تھے۔ انہیں خانہ نبوی میں بلند مرتبہ حاصل ہوا۔

خوشگوار زندگی

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا نے چند سال خانہ نبویؐ کے سائے میں نہایت ہی خوشگوار ماحول میں گزارے۔ انہیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے ہر قسم کی عزت، احترام، سرفرازی اور مسرت و شادمانی کی نعمتیں میسر رہیں۔ نورِ اسلام سے ان کا دل روشن ہو گیا۔ تقویٰ سے ان کا ظاہر و باطن آراستہ ہو گیا۔ ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کی سعادت نصیب کی۔ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

اللہ کا ذکر و شکر ان کا تکیہ کلام

دین اسلام قبول کرنے کے بعد ہر وقت ان کی زبان پر ''الحمد للہ رب العلمین'' کے نورانی الفاظ جاری رہے۔ گویا یہ الفاظ ان کا تکیہ کلام بن گئے تھے۔

اولاد

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہ تھی

وفات

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کی زیادہ رفاقت نصیب نہیں ہوئی۔ وہ جلد ہی اپنے رب کو پیاری ہو گئیں۔ نبی کریم ﷺ جب 10ھ میں حجۃ الوداع سے واپس مدینہ منورہ پہنچے تو یہ وفات پا گئیں۔ ان کی نماز جنازہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

نبی کریم ﷺ نے انہیں جنت البقیع میں دیگر اہل بیت خواتین کے پاس دفن کیا۔ وفات کے وقت سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کی عمر 31 سال تھی۔

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوئیں اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ زندگی گزارنے کی سعادت عظمیٰ میسر آئی جس کی وجہ سے ان کا نام اُن سعادت مند خواتین کی فہرست میں شامل ہوا جن کو دنیا میں دائمی شہرت نصیب ہوئی۔

❁❁❁

اسرائیلی ریاست: مغرب کا ناجائز بچہ

محمد فہیم

بیسویں صدی کی ابتدا میں اسرائیلی ریاست کے قیام کے لیے بالفور ڈیکلریشن کی شکل میں پہلا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ 1948ء میں اسرائیلی ریاست باقاعدہ تشکیل دی گئی اور اسے یو این او کی منظوری حاصل ہوگئی۔ 1948ء ہی میں اس ناجائز ریاست اور عربوں میں جنگی سلسلوں کی ابتدا ہوئی۔

اسرائیلی ریاست کو امریکہ اور یورپی طاقتوں کی کھلی حمایت حاصل تھی اور اب فلسطینیوں کو Diaspora پر مجبور کرنے کی باری آگئی۔ چنانچہ فلسطینیوں کو طاقت کے بل پر بے دخل کرنا شروع کیا گیا۔ وہ آس پاس کی مملکتوں میں مہاجرین کی شکل میں رہنے پر مجبور کیے گئے۔ 1967ء کی 6 روزہ عرب اسرائیل جنگ میں تو اسرائیل نے امریکہ اور برطانیہ کی پشت پناہی میں اردن، شام اور مصر کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے اپنے توسیعی عزائم کو کھلی بدمعاشی کے ساتھ ظاہر کر دیا۔ اس جنگ میں مغربی کنارے، بیت المقدس، شام کی سٹرٹیجک گولان پہاڑیوں اور مصر کے وسیع صحرائے سینا، جیسے اہم ترین مقامات پر قبضہ کرلیا۔ کسی بھی بین الاقوامی مصالحت یا یو این او کی بات پر اسرائیل نے نہ کبھی کان دھرا اور نہ ہی وہ اپنے توسیعی عزائم سے پیچھے ہٹا۔ اس دن سے آج تک وہ نہتے فلسطینیوں کے خون سے کھیلتا رہا ہے۔ ان کی زمین پر کالونیاں بنا کر ان کو بے دخل کر دیا جاتا ہے اور دنیا تماشا دیکھ رہی ہے۔ (یاد رہے مقبوضہ کشمیر میں مودی نے یہی پالیسی اپنانے کے لیے حالیہ اقدامات کیے ہیں)

مصر نے 1973ء کی جنگ میں رمضان میں اسرائیل کے طاقت کے نشہ کو کسی حد تک رفو چکر کیا تھا۔ مصری افواج نے اسرائیل کے ناقابل تسخیر ہونے کے زعم کو خاک میں ملا دیا جب انہوں نے ''ناقابل عبور'' بارلیو لائن کو کراس کر کے پیش قدمی کی۔ مگر اسی وقت جب کہ مصر آگے بڑھ رہا تھا امریکہ نے ایک قسم کا ہوائی پل بنا کر اسرائیل کی ہزاروں جنگی جہازوں اور اسلحہ کی سپلائی سے مدد کی اور مصر کی فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔ بالآخر امریکہ ہی کی پشت پناہی میں مصر کے صدر انور سادات کو کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کرنا پڑا جس کی رو سے مقبوضہ علاقوں کی واپسی کے ساتھ اسرائیل کو تسلیم کرلیا گیا۔ بعد ازاں اردن کو بھی ایسا ہی کرنا پڑا۔

بیسویں صدی کے آخری عشرہ میں بش سینئر کی صدارت کے دوران مشرق وسطیٰ میں امریکی عسکری مداخلت اپنی آخری حدود کو چھوگئی جب اس نے براہِ راست عراق پر لاکھوں فوجوں سے حملہ کیا۔ اس فوجی مداخلت کے دو مقاصد تھے:

1۔ اسرائیلی ریاست کو نہ صرف مکمل تحفظ حاصل ہو جائے بلکہ اس کے قریب جو عرب قوتیں ابھر رہی ہیں ان کا قلع قمع کیا جائے تاکہ ''عظیم تر اسرائیل'' کے لیے راہ ہموار کی جائے۔ ان میں عراق اور شام خصوصی طور پر پیش نظر تھے۔ چنانچہ ان دونوں طاقتوں کو ختم کرنے کے لیے مختلف سٹرٹیجی اور بہانوں سے کام لیا گیا۔ اور ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا گیا۔

2۔ فوری ہدف عراق کی توانائی کے ذخائر پر قبضہ کرنا تھا وہ کر کے مکمل طور پر اسرائیل کو دے دیا گیا۔ یہ دوسرا کام تو 100 فی صد مکمل ہو چکا۔ اب اسرائیل کی توسیع یعنی گریٹر اسرائیل کی شروعات کے طور پر عرب راجدھانیوں کے شیوخ اسرائیل کے آگے سجدہ ریز کیے جا رہے ہیں۔

اس مقصد کے لیے ایک طاقتور ایجنٹ کے طور پر سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کو امریکہ نے دریافت کیا ہے۔ ایم بی ایس نے نہ صرف برائے نام بادشاہ اپنے والد سلمان بن عبدالعزیز سے تمام اختیارات لے لئے ہیں بلکہ کھلے طور پر وہ ارض اقدس کے اوپر ہر قسم کی بے خدا اور اسلام بے زار اقدامات کے لیے منصوبے بنا کر پورے کر رہا ہے۔ اصلاحات کے نام پر اور آزادی کے خوش کن نعرہ کی آڑ میں سعودی عرب میں فحاشی، عریانی اور مغربی بدتمیزی کے لیے کھلے عام پروگرام سوچے جا رہے ہیں۔

متحدہ عرب امارات، بحرین وغیرہ کے بعد سوڈان اور اب مراکش سربسجود ہو چکے ہیں۔ ان میں سعودی شہزادہ کی پوری طاقت شامل ہے۔ اب سعودی عرب نے اسرائیل کو اپنی فضا استعمال کرنے کی بھی اجازت دی ہے (چوں کفر از کعبہ برخیزد!)۔ شہزادہ ایم بی ایس اسرائیل کو خود کب کا تسلیم کر چکا ہوتا مگر اسے عربوں کے علاوہ تمام دنیائے اسلام سے ردعمل کے خوف نے روک رکھا ہے۔ میڈیا میں اس کی نیتن یاہو سے ملاقات کی خبریں بھی آئی ہیں جن کی نہایت دھیمی تردید ہو چکی ہے۔ اس صورت میں سعودی ولی عہد آہستہ آہستہ لیکن پورے مضبوط ارادے کے ساتھ اسرائیل کی خدمات انجام دے رہا ہے۔ (یاد رہے ٹرمپ کے یہودی داماد اور ایم بی ایس گہرے دوست ہیں)

مختلف میڈیا چینلز اور خصوصاً سوشل میڈیا پر یہ باتیں بھی گردش کر رہی ہیں کہ ایم بی ایس نے پاکستان پر بھی ایک قسم کا دباؤ ڈالنے کی کوشش کی ہے تاہم وزیراعظم پاکستان عمران خان نے ایک نہایت غیرت مند اور ایماندار حکمران کے طور پر عزم کے ساتھ کسی کے دباؤ میں آنے سے انکار کر کے اسرائیل کو پاکستان کی طرف سے تسلیم کرنے کی تمام افواہوں سے ہوا نکالی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سعودی پاک تعلقات میں گزشتہ چند مہینوں سے جو سرد مہری آئی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ چنانچہ اپنے قرضوں کی واپسی کے لیے سعودی ولی عہد نے واپسی کے لیے یقیناً ضدی بچوں کی طرح حرکت کی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے عظیم دوست چائنا نے اس قرض کی دو قسطیں ادا کر کے ہماری بروقت مدد کر کے دوستی کا حق ادا کر دیا۔ تیسری قسط جنوری میں ادا کی جائے گی۔

اس مضمون کا حاصل یہ ہے کہ عرب شیوخ اب اسرائیل کے سامنے سربسجود ہو چکے۔ اسرائیل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اسلامی اور ایٹمی پاکستان ہے۔ لہٰذا اسرائیل اپنے فطری ساتھی بھارت (یہود ہنود گٹھ جوڑ) کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف سازشوں میں اور تیزی لائے گا۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ ہمارے حکمران، سیاستدان اور دانشورانِ وطن اپنے نظریہ کی طرف رجوع کر کے پاکستان کے لیے وہ بنیاد فراہم کریں جس کے طفیل یہ بنایا گیا ہے، یعنی خالص اسلامی نظام زندگی۔ اسرائیل جن کو محمد عربی ﷺ نے دھتکار کر جزیرہ نمائے عرب سے نکالنے کی وصیت کی تھی اسے پاکستان کبھی تسلیم نہیں کرے گا۔ خواہ تمام عرب اس کے پاؤں پڑ جائیں۔ یہ پاکستان کے لیے نہ صرف زندگی اور موت کا سوال ہے بلکہ اس کا براہ راست تعلق محمد رسول اللہ ﷺ سے ہماری وفاداری کا ہے۔ ہمارے ارباب اقتدار کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے کہ ملک کے اندر ایلیٹ کلاس میں بہت سارے اسرائیل کے ایجنٹ بھی ہیں ان پر مضبوط نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ملکِ خداداد پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

تنہائی میں اللہ کی یاد

محمد آصف احسان

انسان اپنی زندگی کی شروعات میں ایسے وقت سے گزرتا ہے جب اس کی حیثیت غلیظ پانی کی بوند اور بے وقعت شے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ہوش سنبھالنے کے بعد وہ دو راستوں میں سے ایک کا چناؤ کرتا ہے: رب تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اس کے اوامر کو بجالاتا ہے یا سرکشی کی روش اختیار کرتا ہے اور اس کے حکموں کو روندڈالتا ہے۔ میں سوچتا ہوں اطاعت کی ریاضت ومشقت کے لمحات بیت جاتے ہیں تو گناہ کی راحت بھی سدا نہیں رہتی۔ کبھی کبھار انسان نافرمانی کے طویل منصوبے باندھتا ہے لیکن ان کا لطف ومزہ وقتی ہوتا ہے۔ کاش گناہ کی لذت کے ساتھ اس کی سزا بھی فنا ہو جاتی۔ عدم کی ایسی کیفیت ہوتی جس کے بعد کبھی وجود نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا انسان کی تخلیق کا واحد مقصد ہے۔ پھر وہ عدول حکمی کیوں کرتا ہے؟ میں نے تدبر کیا کہ بنیادی طور پر انسانی فطرت راست بازی اور سادگی سے عبارت ہے۔ اس میں بغاوت کے برخلاف انابت و رجوع کی خو پائی جاتی ہے تاہم حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ انسان کا ارادہ کمزور ہے۔ وہ بلا تامل دوسروں کی بات پر کان رکھتا ہے اور آخر کار ان کے دام تزویر کا شکار ہو جاتا ہے۔ ابو البشر آدم علیہ السلام کی مثال دیکھیں: ابلیس کی باتوں کو سنی ان سنی کرتے اور اس کے جال میں نہ آتے تو جنت میں جو کچھ ہوا، صورت حال اس سے یکسر مختلف ہوتی۔ قرآن کریم بیان کرتا ہے: ﴿وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾﴾ (طٰہٰ) یعنی آدم (علیہ السلام) نے (شیطان کے پھانسے میں آ کر) اپنے رب کے حکم کو ٹالا اور راہ راست سے بھٹک گئے۔

جب لوگوں میں زہد وصلاح اور خشیت وللّٰہیت عنقا ہوں تو ان کے ساتھ ضرورت سے زیادہ صحبت رکھنا، بلا سبب بات چیت کرنا اور ان کے افکار ونظریات سے بے محابا متاثر ہونا حکمت ودانائی کے منافی اور ایمان کے لیے ضرر رساں ہے۔ ان حالات میں گوشہ نشینی انسان کی بہترین ہم نفس وہم نشیں ہے۔ تنہائی میں رہنے والا مخلوق کی اذیتوں اور تکلیفوں سے محفوظ رہتا ہے اور فرصت ویکسوئی کے ساتھ اپنے ہر معاملے کی حقیقت اور اس کے انجام کا جائزہ لیتا ہے۔

میرے واجب التعظیم رفیق! جلوت کی جھمک کو خیر باد کہیں اور خلوت کے پُربہار و راحت رساں دامن میں اپنے منتشر خیالات کو یک جا کریں۔ غور کریں کہ انسان جس سے محبت کا دم بھرتا ہے اس کے ساتھ کا آرزومند ہوتا ہے۔ وہ شخص کتنا بانصیب ومبارک ہے جس کا منشا ومقصود حضرت واجب الوجود سبحانہ وتعالیٰ کی عالی مقام ذات ہو۔ اس کا قلب مکمل طور پر اللہ رب العالمین کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہو اور اس کا اہل وعیال اور قرابت داروں کے ساتھ پیار وتعلق بھی رحمٰن ورحیم کی ذات سے محبت کے تابع ہو۔ ایک مخلص صوفی کی یہی شان ہے کہ اس کا دل ہر وقت خالق جل شانہ کی رفاقت کرتا ہے اگرچہ ظاہر میں اس کی مخلوق کے ساتھ نشست وبرخاست ہو۔

جو شخص اپنی بیوی، آل اولاد، برادری، دولت، سرداری اور بلند حیثیت سے محبت رکھتا ہے وہ اصل میں اپنے نفس کی چاہتوں کو تسکین دیتا ہے کیونکہ نفس ان دنیوی چیزوں سے الفت جتاتا ہے۔ اگر دل میں نفس اور اس کے تقاضوں سے محبت باقی نہ رہے تو کوئی بھی اپنے کنبے اور مال ومتاع سے بے جا لگاوٹ نہ دکھائے۔ چنانچہ اس بات کی صداقت میں کچھ شبہ نہیں کہ بندے اور رب کے بیچ میں اصل حجاب اور رکاوٹ انسان کا اپنا نفس ہے، کوئی بیرونی یا خارجی شے نہیں۔ جب ابلیس اور اس کے چیلے مکروفریب سے انسان کو دعوت گناہ دیتے ہیں تو یہ نفس ہی ہے جو ان کی پکار پر لبیک کہتا ہے۔ اگر نفس کی طغیانی میں ٹھہراؤ آجائے تو شیطان کی شکست یقینی ہے۔

بلا ریب انسان کے قلب میں اپنے نفس سے محبت سما سکتی ہے یا باری تعالیٰ کی ذات سے محبت۔ یہ ناممکن ہے کہ دل کے نہاں خانے میں دو متضاد قوتیں ایک ساتھ ٹک سکیں۔ جب مرید صادق اپنے نفس کے ارمانوں سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور مخلوق سے بے نیاز ومستغنی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت وبندگی میں اخلاص، سنت کی اتباع اور اپنا قرب عطا کرتے ہیں۔ وہ مالک سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت انعام کے حصول یا آلام سے بچاؤ کی خاطر نہیں کرتا بلکہ اس کی محبت ومعرفت میں ڈوب کر اس کو راضی کرنے کے لیے کرتا ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے تھے: ”میری جو نیکیاں ظاہر ہو جاتی ہیں، میں انھیں شمار نہیں کرتا۔“ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کئی بار دعا کے لیے ہاتھ بلند کرتے، فوری سمیٹ لیتے اور فرماتے: ”میرے اعمال اس قابل نہیں کہ اللہ سے کچھ مانگوں۔“ بشر کی وفات پر بغداد کے گلی کوچوں میں کہرام مچ گیا۔ زاہد وقت کا جنازہ صبح دم اٹھایا گیا۔ شہر کے راستے خلقت کے ازدحام سے اس قدر پر تھے کہ عشاء کے قریب تدفین ہوئی۔

مخلوق سے الگ ہو کر تنہائی میں پروردگار عالم جل شانہ کی محبت ویاد میں بے خود ہونے کی کیفیت انوکھی اور لذت بیکراں ہے۔ شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ ایک مرید کی حکایت نقل کرتے ہیں جس نے اپنے پیر سے کہا: ”حضرت! میرے وقت کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اس وقت آپ بھی میری توجہ میں خلل انداز ہوئے تو گردن اڑا دوں گا۔“ پیر نے مرید کے جذبے کو سراہا اور اس سے بغل گیر ہوا۔

میں سفیان ثوری اور بشر حافی کی پارسائی اور ان کے تفقہ سے بہت متاثر ہوں۔ میں گاہے گاہے آرزو کرتا ہوں کہ ممکن ہوتا تو ان خدا رسیدہ اولیاء کی مجلس میں بیٹھتا اور اپنے تاریک باطن کو روشن کرتا۔ میری خلوت کا جو وقت حق سبحانہ وتعالیٰ کے لیے مختص ہے اگر اس وقت ثوری اور حافی (اللہ ان دونوں سے راضی ہو) بھی دستک دیں تو مجھے ان کی آمد گراں گزرے گی اور دروازہ کھولنا بار خاطر ہوگا۔

قدرت والے مالک جل سلطانہ نے انسانوں کو ایک دوسرے کا خیرخواہ اور غم خوار بنایا ہے۔ بندے کو زیبا نہیں کہ تعلق داری اور میل جول سے مکمل طور پر کنارہ کر لے یا ترک دنیا کر کے ویران بستیوں میں ڈیرا ڈال لے۔ میری وصیت صرف یہ ہے کہ بندوں سے ناتا جوڑتے ہوئے رب کریم سے محبت کو فراموش نہ کریں۔ اس کی ذات تمام مخلوقات سے برتر اور فائق ہے۔ اپنی روزمرہ زندگی کا کچھ حصہ ضرور بالضرور تنہائی کی نذر کریں اور بلند درجات والے معبود سبحانہ وتعالیٰ کی محبت ویاد میں مٹ جانے کے لیے دروازہ بند کر دیں۔

تحریری صلاحیت کے حامل رفقاء متوجہ ہوں

امیر تنظیم اسلامی کی ہدایت کے مطابق جو رفقاء تحریر کا ذوق رکھتے ہیں، وہ اپنی تحریریں مقامی نظم کے ذریعے ''اصلاح تحریر کمیٹی'' کو ارسال کریں۔ یہ کمیٹی آپ کی تحریروں کو بہتر اور معیاری بنانے کی خاطر خامیوں کی نشاندہی کرے گی۔ اُن کی اصلاح کرے گی اور اُن کی نوک پلک سنوار کر آپ کو واپس بھیجے گی، تاکہ آئندہ آپ اپنی تحریر میں بہتری لاسکیں۔ جو تحریریں اچھے معیار کی ہوں گی اُنہیں تنظیمی جرائد بلکہ اخبارات میں بھی شائع کروانے کی کوشش کی جائے گی۔

رفقاء سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں واضح اور سادہ انداز اختیار کریں۔ طوالت سے اجتناب کریں۔ موضوع کے حوالے سے پہلے سوچیں۔ لکھنے کے بعد کم ازکم تین بار تنقیدی نگاہ سے ضرور پڑھیں۔ اپنی سوچ کو مثبت رکھیں۔ غیر تحقیق شدہ معلومات سے گریز کریں۔ تمام لکھنے والے رفقاء سے گزارش ہے کہ اپنی تحریر کے اوپر ''اصلاح تحریر کمیٹی'' ضرور لکھیں اور درج ذیل ایڈریس پر ارسال کریں:

دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی

23 کلومیٹر ملتان روڈ، چوہنگ، لاہور ای میل: markaz@tanzeem.org

خلافت راشدہ کا نظام
امیر: شجاع الدین شیخ
تنظیم اسلامی کا پیغام
بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
تنظیم اسلامی
دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ چوہنگ لاہور میں
ŒE. çÒàmÜ` Ê
کا آغاز کیا جارہا ہے
اہلیت: انٹرمیڈیٹ (مرد وخواتین)
دورانیہ: 3 ماہ
تجوید وناظرہ
عربی گرائمر (دروس اللغة العربية)
مضامین
اضافی لیکچرز
فہم قرآن (ترجمہ وتفسیر)
ان شاء اللہ کلاسز کا آغاز 4 جنوری 2021ء
Online رجسٹریشن جاری ہے
www.tanzeem.org
ایام تدریس پیر تا جمعرات
اوقات تدریس شام 06:00 تا 08:00
رابطہ: (مبشر عارف) 0334-5632242 (042)35473375-78
23KM ملتان روڈ (نزد چوہنگ) لاہور
ای میل riqc@tanzeem.org
ویب www.tanzeem.org
دارُالاسلام مرکز تنظیمِ اسلامی

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ حلقہ کراچی شمالی، گلشن معمار تنظیم کے معتمد محترم عمر فاروق کے والد محترم رحمت اللہ قادری، جو گلشن معمار تنظیم کے نقیب تھے، وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-3108996

☆ تنظیم میانوالی کے ملتزم رفیق بشیر احمد کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0333-9837404

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے ٹیلی فون آپریٹر عمر حیات کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-4927198

☆ حلقہ کراچی جنوبی، لانڈھی کے ناظم بیت المال جناب محمد فہیم کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0334-3946824

☆ حلقہ اسلام آباد، غوری ٹاؤن کے امیر جناب شبیر خان کے سسر وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-5242873

☆ مقامی تنظیم اسلام آباد کے امیر جناب عزیز الرحمن کی خالہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0300-5554778

☆ مقامی تنظیم اسلام آباد شمالی کے رفیق طاہر حسین کی نانی وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0300-5230747

☆ دفتر حلقہ اسلام آباد کے ناظم دعوت جناب اویس ریاض کے سسر وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0334-0096915

☆ مرکز تنظیم اسلامی، لاہور کے کیشیئر ملک مرید حسین کی پھوپھی وفات پاگئیں۔

☆ منفرد اسرہ ڈی جی خان کے رفیق اعجاز احمد کا جوان بیٹا اور اہلیہ وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0334-7236386

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

The Prohibition of Riba in light of Ahadith of the Holy Prophet *(SAAW)*

1- Jabir *(RA)* narrates that "The Messenger of Allah *(SAAW)* cursed the one who consumes riba and the one who pays it, the one who writes it down (records the transaction) and the two who witness it, and he added: they are all the same (in sin)." ***(Sahih Muslim)***

2- It has been narrated by Abu Huraira *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, "Riba is of seventy different parts (degrees of sin), the least heinous being equivalent to a man marrying his own mother." ***(Ibn e Majah)***

3- It has been narrated by Abdullah bin Hanzala *(RA)* that Messenger of Allah *(SAAW)* said, "A dirham of riba which a man devours knowingly is worse (more sinful) than committing adultery thirty-six times." ***(Musnad Ahmad)***

4- It has been narrated by Abu Huraira *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, "(Beware)…Avoid the seven great destructive sins." "O Messenger of Allah *(SAAW)*! What are they?" The companions enquired. He *(SAAW)* replied, "To join others in worship along with Allah (polytheism), to practice magic, to take the life (kill) which Allah has forbidden except for a just cause (according to Islamic law), to eat up Riba (engage in usury and interest based transactions), to eat up an orphan's wealth, to show back to the enemy and flee from the battlefield at the time of battle (Qit'aal), and to (falsely) accuse chaste women (of impurity), who never even think of anything touching chastity and are good believers." ***(Sahih Muslim)***

5- It has been narrated by Abu Huraira *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, "I came across a people in the night in which I was taken to heaven (The journey of Al-Mairaj). Their bellies are like houses wherein there are serpents which can be seen from outside their bellies. I asked: O Gabriel! Who are they? He replied: These are those who devoured riba." ***(Ibn Majah)***

6- It has been narrated by Sumrah bin Jundub *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, "On the night of Al-Mairaj, I saw a man swimming in a stream and being pelted with stones. I questioned: Who is this? I was told: The consumer of riba." ***(Musnad Ahmad)***

7- It has been narrated by Abdullah bin Masud *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, "No matter how much mounted up (accumulated) riba becomes, it (riba) ultimately results (invariably) in reduction and shortage (at the individual as well as the collective level)." ***(Musnad Ahmad, Ibn e Majah)***

8- It has been narrated by Abu Huraira *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, "There will come a time when you will not be able to find a single person (in the world) who will not be consuming riba. And if anyone claims that he is not consuming riba then surely the vapor (or dust) of riba will reach him." ***(Ibn e Majah)***

The Prohibition of Riba in light of verses of the Qur'an

1- Surah Ar-Rum, Verse 39
(revealed in the 6th year of Prophethood)

"And whatever you give for riba to increase within the wealth of people will not increase with Allah. But what you give in zakah (obligatory alms), desiring the countenance of Allah - those are the multipliers."

2- Surah Aal-e-Imran, Verse 130
(revealed in the 3rd year of Hijrah)

"O you who have believed, do not consume (and engage in transactions of) riba, doubled and multiplied (compounded), but fear Allah that you may be successful."

3- Surah An-Nisa, Verses 160-161
(revealed in the 5th year of Hijrah)

"For wrongdoing on the part of the Jews, We made unlawful for them [certain] good foods which had been lawful to them, and for their averting from the way of Allah many [people],"

(verse 160)

"And [for] their taking of riba while they had been forbidden from it, and their consuming of the people's wealth unjustly. And we have prepared for the disbelievers among them a painful punishment." ***(verse 161)***

4- Surah Al-Baqarah, Verses 275-276
(revealed in the 9th year of Hijrah)

"Those who consume (are engaged in transactions of) riba cannot stand (on the Day of Resurrection) except as one stands who is being beaten by Satan into insanity. That is because they say, "Trade is (just) like riba!" But Allah has permitted trade and has forbidden riba. So whoever has received an admonition from his Lord and desists may have what is past, and his affair rests with Allah. But whoever returns to (riba - dealing in interest or usury) - those are the companions of the Fire; they will abide eternally therein."

(verse 275)

"Allah destroys riba (usury or interest) and gives increase for charities. And Allah does not like every sinning disbeliever." ***(verse 276)***

5- Surah Al-Baqarah, Verses 278-281
(revealed in the 9th year of Hijrah)

"O you who have believed, fear Allah and give up what remains (due to/of you) of riba, if you should be believers." ***(verse 278)***

"And if you do not (give up transactions of riba), then be informed of a war (against you) from Allah and His Messenger. But if you repent (from riba-based transactions), you may have your principal – (thus) you do no wrong, nor are you wronged." ***(verse 279)***

"And if someone is in hardship, then (let there be) postponement until (a time of) ease. But if you give (from your right as) charity, then it is better for you, if you only knew." ***(verse 280)***

"And fear a Day when you will be returned to Allah. Then every soul will be compensated for what it earned, and they will not be treated unjustly."

(verse 281)

Vol. 30 Regd. C.P.L NO. 114 No.01